پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

شماریات شواہد پر مبنی پالیسی سازی اور کاروباری اداروں، مارکیٹوں اور افراد کے لیے معلومات میں غیر ہم آہنگی کم کر کے معاشی ترقی کو بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ لہٰذا، کسی ملک کے قومی شماریاتی نظام (این ایس ایس) کے لیے اچھی ساخت کا حامل ہونا اور مؤثر انداز میں فرائض انجام دینا بنیادی اہمیت کا حامل ہے، جس میں این ایس ایس کو قومی شماریاتی تنظیموں (این ایس او)، ذیلی قومی شماریاتی ایجنسیوں، اور سرکاری شماریات کے دیگر پیداکاروں کا اشتراک قرار دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں این ایس ایس کے موضوع پر کم تحقیق ہوئی ہے، حتیٰ کہ شواہد پر مبنی پالیسی اصلاحات کی ضرورت اور مارکیٹ کی معلومات کی کمی جیسے بنیادی عوامل جو شماریات اور این ایس ایس میں اصلاحات کا محرک ہوتے ہیں، ان کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ اس باب میں قومی شماریاتی پروگرام کی آزادی، این ایس ایس اور ڈیٹا کے استعمال کنندگان اور این ایس ایس سے باہر پیداکاروں کے درمیان اشتراک کی کیفیت، انتظامی ڈیٹا کی دستیابی، شماریات کی طلب اور پاکستان کی سرکاری شماریات میں نمایاں مسائل پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ باب کے آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ملک کے قومی شماریاتی پروگرام کو ایک جامع جائزے اور خاصی اصلاحات کی ضرورت ہے تا کہ اسے بہترین عالمی طریقوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔

7

7 پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

7.1 تعارف

سرکاری شماریات اور معاشی نظم و نسق کے درمیان ربط کی اہمیت سے سب بخوبی آگاہ ہیں اور ایک ہزار سال سے اسے عملی طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔[1] بیسویں صدی کے وسط سے معاشی نمو اور ترقی میں اس کے ناگزیر کردار کے پیش نظر معاشیات، سیاست اور معاشرے میں تیزی سے رونما ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں جاننے کے لیے سرکاری شماریات اور شماریاتی نظاموں کے کردار کو مزید اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔[2]

اس بات کا تعین کرنے کے لیے تین مختلف لیکن معاون طریقے موجود ہیں جن سے سرکاری شماریات کسی ملک کی معاشی نمو اور ترقی میں کردار ادا کرتی ہے۔ پہلا، سرکاری شماریات شواہد پر مبنی پالیسی سازی کا ایک ستون ہے۔[3] معاشی اصلاحات کا دارومدار قابل بھروسا شماریات پر ہوتا ہے، جبکہ پالیسی ساز وسط مدت میں درستگی، پالیسی میں تبدیلیوں اور اثرات کی جانچ کے لیے بلند تعدد کے حامل گرانیولر ڈیٹا کا تقاضا بھی کرتے ہیں۔[4]

دوسرا، مارکیٹ کی معلومات کو مناسب انداز میں جمع کرنا غیر ہم آہنگی کم کر کے مارکیٹوں کے بہتر انداز میں کام کرنے میں کردار ادا کرتا ہے۔[5] ڈیٹا نئے اقدامات، پروڈکٹ کی تیاری اور بہتر بنانے، جدت پسندی، کارکردگی کے فوائد اور وسائل کے بہترین استعمال میں بنیادی معلومات اور تحریک فراہم کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معیاری ڈیٹا تک افراد کی رسائی بچتوں، خرچ، رہن، سرمایہ کاریوں اور تنخواہوں کے معاملات طے کرنے وغیرہ سے متعلق ان کی فیصلہ سازی کو بہتر بناتی ہے۔[6]

تیسرا، اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی اور مالیاتی عدم مرکزیت[7] کے بڑھتے ہوئے عالمی رجحان کے تناظر میں سماجی و معاشی فرق، مسابقت اور کاروباری مواقع کا تقابل کرنے میں ذیلی قومی معاشی اور ترقیاتی شماریات پر زیادہ توجہ مرکوز کی جا رہی ہے۔ یہ معاشی نمو اور بیروزگاری جیسے قابل پیمائش اہداف کے لیے ذیلی قومی حکومتوں کے درمیان صحت مند مسابقت کو فروغ دیتا ہے۔ مزید برآں، یہ مختلف ذیلی قومی علاقوں میں تجربہ کی جانے والی اصلاحات اور پالیسیوں کی کارکردگی کو دستاویزی شکل دیتا ہے۔[8]

سرکاری شماریات کی بڑھتی ہوئی افادیت کا نتیجہ گذشتہ آٹھ دہائیوں کے دوران قومی شماریاتی نظاموں میں تبدیلی کی صورت میں نکلا ہے۔ بہتری کی ضرورت سرکاری شماریات[9] کے طریقوں، فریکوینسی، دائرہ کار، دستیابی اور ترسیل پر پالیسی سازوں اور عوامی تنقید کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے، جبکہ تبدیلیوں میں متعدد دیگر عوامل نے بھی کردار ادا کیا ہے۔

سرکاری شماریات کی تزویراتی اہمیت دوسری جنگ عظیم کے دوران زیادہ نمایاں ہوئی، جب ماہرین معاشیات ناکافی شماریاتی بنیادوں کے سبب جنگ کے لیے درکار وسائل کا مناسب انداز میں تخمینہ لگانے سے قاصر رہے۔[10] اس

---

[1] تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ عوام، گلہ بانی اور غذائی اجزا کا شماریاتی اندراج اور ترتیب قدیم مصر، یونان اور چین میں تقریباً 2000ء تا 1000 قبل مسیح پرانا ہے۔ اے وٹ بی (2020ء)۔

[2] آئی کرزمان: بی ٹیسوٹ (2021ء)؛ کے شینگوڈیون (2011ء)؛ ڈی سنگا (2013ء)؛ وائے کیریر سوالو اور وی ہکسار (2019ء)؛ عالمی بینک (2021ء الف)۔

[3] یورپی یونین پارلیمنٹ (2021ء)؛ آسٹریلین دفتر شماریات (2010ء)۔ Evidencecolloborative.org (2016)۔

[4] آئی کرزمان، بی ٹیسوٹ (2021ء)؛ کے فلورنس (2009ء)۔

[5] مثلاً، قابل بھروسہ کلی معاشی یا کارپوریٹ ڈیٹا کی دستیابی اور بین الاقوامی معیارات کے ساتھ اس کے قابل تقابل ہونے کے نتیجے میں بنیادی اور ثانوی مارکیٹوں میں قرض گیری کی لاگت کم ہو جاتی ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: آئی کرزمان، بی ٹیسوٹ (2021ء)۔

[6] Y. Carrière-Swallow, V. Haksar (2019); P. C. Nutt (2006); B. Lorenc, et al (2011) ۔

[7] A. Rodríguez-Pose, N Gill (2005) ۔

[8] PARIS21 (2016); C. Xu (2011)۔

[9] ٹی اور لک (2014ء)؛ پی سی مہالانوبس (1965ء)۔

[10] ڈی کوئل (2016ء)۔

کے اگلے برسوں میں بڑھتے ہوئے علاقائی اور بین الاقوامی معاشی اور تجارتی تعلقات شماریات اور قومی شماریاتی نظاموں میں مزید بہتری پر منتج ہوئے۔[11]

عالمی تجارت کے رجحانات کو اجناس کی نمو اور ترقی، سرمائے اور زرِمبادلہ کی منڈیوں، سرحد پار سرمایہ کاریوں (خاص طور پر عالمی قدری زنجیروں کے حصے کے طور پر) اور نئی صنعتوں، پیداواری طریقوں اور نئی معاشی سرگرمیوں کی شروعات جیسے امور میں استعمال کیا گیا۔ ان کے نتیجے میں نئی شماریات اور موجودہ شماریات کو بہتر بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی تاکہ بدلتے ہوئے ڈھانچوں سے بہتر انداز میں استفادہ کیا جا سکے۔ اسی طرح، نجکاری، ڈی ریگولیشن اور مارکیٹ کی آزادکاری خاص طور پر عالمیٔن پیداوار کو دوبارہ مختص کرنے پر اثر انداز ہوئی اور اس کے لیے شماریات جمع کرنے، ترتیب دینے اور ترسیل کے طریقوں میں مطلوبہ بہتری کی ضرورت تھی۔[12]

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہزاریہ ترقیاتی مقاصد (millennium development goals) اور پائیدار ترقیاتی مقاصد میں وسیع اظہاریوں میں ترقی کی نگرانی کے لیے قابل بھروسا، بروقت اور گرینولر معلومات پر زور دیا گیا ہے۔[13,14] مزید برآں، معیشت کے دھچکوں نے بھی شماریات اور شماریاتی نظاموں میں بہتری لانے میں کردار ادا کیا ہے۔ مثلاً، 2008ء کا عالمی مالی بحران اور کووڈ19 وبا کے سبب دنیا بھر میں نقد رقوم کی منتقلیوں اور سماجی تحفظ کے پروگراموں پر دوبارہ زور دینے سے پیدا ہونے والی دلچسپی نے مختلف اقسام کی سماجی رجسٹریوں کی تخلیق کی ضرورت کو بڑھا دیا۔ ان رجسٹریوں نے قومی شماریاتی نظاموں سے قریبی اشتراک شروع کر دیا ہے۔[15]

وبا نے بھی حکومتوں پر اثرات مرتب کیے کہ وہ گوگل حرکت پذیری، الیکٹرانک ادائیگیوں، احساسات کے اظہاریوں اور نائٹ لائٹ ڈیٹا جیسے نئے بلند تعدد کے ڈیٹا کو مختلف سرکاری اور نجی ذرائع سے جمع کرنے کی کوششوں کو تقویت دیں۔ اس سے قومی شماریاتی تنظیموں کی جانب سے اطلاعاتی مواصلات اور ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) کو اختیار کرنے کے عمل میں بھی تیزی آگئی۔[16] اسی طرح، معیشت کی بڑھتی ہوئی ڈیجیٹلائزیشن سے اس کی پیمائش کے ساتھ ساتھ زیادہ تعداد میں سروے اور شماریوں کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ تیزی سے بدلتے ہوئے حالات پر نظر رکھی جا سکے۔[17]

پاکستان میں سرکاری شماریات کو بہتر بنانے کی ضرورت کو اجاگر کرنے والے عوامل

پاکستان میں قومی شماریاتی نظاموں اور شماریات کو بہتر بنانے کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ مذکورہ بالا عوامل کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ مثلاً، اصلاحات کے کچھ اہم شعبوں کی اعانت کے لیے شواہد پر مبنی پالیسی سازی کی خاطر درکار شماریات نامناسب ہیں یا پھر دستیاب نہیں۔ مختلف مطالعوں سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ناقابل بھروسا اعدادوشمار کے سبب پاکستان میں انفراسٹرکچر کے نقائص کی درست جانچ محدود ہو چکی ہے۔[18] اسی طرح، قابل بھروسا اعدادوشمار کی عدم دستیابی مختلف پیداواری شعبوں کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ گلہ بانی کے شعبے کی مثال لیں تو گوشت، دودھ اور دیگر متعلقہ مصنوعات کی پیداوار اور استعمال پر ناموزوں یا ناقابل بھروسا ڈیٹا کو مدنظر رکھتے ہوئے گوشت اور ڈیری مصنوعات کی برآمدات کے حوالے سے پاکستان کے

---

[11] پیرس21 (2019ء)؛ او ای سی ڈی (2008ء)۔

[12] مثلاً، کاروباری اداروں کی ملکیت کے لیے شماریات کی طلب (بمقابلہ عمودی ارتباط کارپوریٹ گروپس)؛ نئے شعبوں کی پیداوار (جیسے آؤٹ سورسنگ، سب کنٹریکٹنگ)؛ کارپوریٹ اور شعبہ جاتی روزگار کا ریکارڈ۔ ماخذ: او ای سی ڈی (2008ء)؛ سی رنگاراجن (2001ء)۔

[13] ہزاریہ ترقیاتی مقاصد (ایم ڈی جیز) کو آخر 2015ء میں حتمی شکل دی گئی، جبکہ تمام ایم ڈی جی مقاصد کے لیے ڈیٹا کی دستیابی صرف 68 فیصد تھی۔ دوسری جانب، پائیدار ترقیاتی مقاصد (ایس ڈی جیز) 2030ء کو مکمل ہوں گے۔ یہ ایک بہت پرعزم ایجنڈا ہے جس میں 17 مقاصد، 169 اہداف اور 230 اظہاریوں پر توجہ مبذول کی گئی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ایم ڈی ایس میں 8 مقاصد، 19 اہداف اور 61 اظہاریے شامل ہیں۔ ماخذ: یو این سی ٹی اے ڈی۔

[14] پیرس21 (2023ء)۔

[15] ڈی سی منیوز (2018ء)؛ این کبیر اور ایچ واڈنگٹن (2015ء)۔

[16] اقوام متحدہ (2022ء الف)؛ بینک فار انٹرنیشنل سیٹل منٹس: ڈی ایم اینڈرسن، اے وٹ فورڈ (2014ء)۔

[17] او ای سی ڈی (2020ء الف)؛ اے ڈی بی (2021ء)؛ ٹی ہائی فل، سی سرفیلڈ (2022ء)، آسٹریلین دفتر شماریات؛ اقوام متحدہ (2019ء)۔

[18] عالمی بینک (2012ء ب)۔

پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

امکانات کے متعلق سوالات موجود ہیں۔[19] اسی طرح، پاکستان میں مکانات کی قلت کے اعداد و شمار درست بنیادوں پر استوار نہیں ہیں، جس کا نتیجہ غلط پالیسی تشخیص کی صورت میں نکلا ہے۔[20]

مارکیٹ کی قابل بھروسا معلومات اور بلند شرت کے معاشی اظہاریوں کی عدم موجودگی ایک اور رکاوٹ ہے۔ مثلاً، فرموں کے محدود اعداد و شمار اور مارکیٹ کی معلومات کا فقدان پنجاب کی صنعتوں خصوصاً نئی فرموں کو درپیش اہم چیلنجوں میں سے ایک ہے۔[21] خام معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) کے تحت مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کے مواقع تلاش کرنے والے ممکنہ چینی سرمایہ کاروں کو بھی ایسی ہی مشکلات درپیش ہیں۔

ملک کے محصولاتی امکانات کا مناسب تخمینہ لگانے کے لیے بھی شماریاتی بنیاد ناکافی ہے۔ پیداواری اکائیوں پر محدود ڈیٹا، جیسے انٹرپرائز سروے یا معاشی شماری، غیر رسمی شعبے کے حجم یا پھیلاؤ کی پیمائش کو مشکل بنا دیتا ہے۔[22] اس سے سرکاری شماریات کے معیار کو نقصان پہنچتا ہے، خصوصاً مارکیٹ کے حجم اور عمومی طور پر معاشی نمائندگی، دونوں لحاظ سے، اور ٹیکسوں کی وصولی بھی متاثر ہوتی ہے۔ مثلاً، 2019ء میں ٹیکس حکام اور ٹیکسٹائل ایسوسی ایشن کے درمیان ٹیکسٹائل مصنوعات کی ملکی منڈی کے حجم، مارکیٹ کے بنیادی اعداد و شمار، پر اتفاق رائے کے فقدان کے نتیجے میں صنعت پر عائد جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی) کی زیرو ریٹنگ کی واپسی میں مزاحمت پر منتج ہوا۔[23]

متعدد وجوہات کی بنا پر معاشی ساخت بتدریج بدل رہی ہے ۔ ان میں آزاد تجارتی سمجھوتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور بتدریج تجارتی کھلے پن کے ساتھ مارکیٹ کی آزادکاری[24] کے حکومتی منصوبے اور بیرونی سرمایہ کاریوں کو متوجہ کرنے، خصوصاً وہ جو عالمی رسدی زنجیر کا حصہ بننے کی غرض سے ہیں، شامل ہیں۔[25] ملکی معیشت کی بڑھتی ہوئی ڈیجیٹلائزیشن کے حالات میں ان عوامل کی وجہ سے معاشی ساخت میں تبدیلی بھی شماریاتی نظام میں بہتری لانے کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔[26]

اسی طرح، پائیدار ترقیاتی مقاصد کے ڈیٹا کی رپورٹنگ میں کچھ پیش رفت کے باوجود ابھی تک ڈیٹا میں قابل ذکر مسائل موجود ہیں ۔ پاکستان نے نیشنل رپورٹنگ کے لیے 247 اظہاریوں میں سے 193 کو منتخب کیا ہے، جن میں سے وہ صرف 133 اظہاریوں کا ڈیٹا جاری کرتا ہے۔ مزید برآں، سیلاب جیسی قدرتی آفات کی بڑھتی ہوئی شدت اور تعدد کے باعث ایسے فریم ورک وضع کرنے اور معلومات کے ذخائر جمع کرنے کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے تاکہ شواہد پر مبنی پالیسی سازی اور تجزیے کے ذریعے نگرانی اور ردعمل کے طریقہ کار کو تقویت دی جا سکے۔[27]

اس پس منظر میں اس خصوصی باب میں ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ آیا پاکستان کا شماریاتی نظام بروقت اور باخبر فیصلہ سازی میں سہولت دینے کے لیے درست ڈیٹا کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری کرنے کے لیے تیار ہے۔[28] لہٰذا، بقیہ باب کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سیکشن 7.2 میں اس بات کی نظری بنیاد رکھی گئی ہے کہ ایک شماریاتی نظام کن اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس سیکشن میں مختلف ممالک کے شماریاتی نظاموں کے

---

[19] ایس کے جعفری (2022ء)؛ عالمی بینک (2023ء)۔

[20] پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (2022ء)۔

[21] پنجاب صنعتی پالیسی 2018ء۔

[22] وائے چوزیڈ ماجوکا (2020ء)؛ عالمی بینک (2020ء)۔

[23] جی اعجاز (2022ء)۔

[24] مثلاً، بجلی کے شعبے میں۔ ماخذ: نیشنل پاور پالیسی 2013ء؛ قومی بجلی پالیسی 2021ء۔

[25] بورڈ آف انویسٹمنٹ۔

[26] وزارت آئی ٹی اور ٹیلی کام (2018ء)۔

[27] نیشنل ڈیزاسٹر رسک منیجمنٹ فریم ورک پاکستان 2007ء؛ پاکستان ایس ڈی جیز کی صورت حال پر رپورٹ، 2021ء۔

[28] پاکستان کا شماریاتی نظام ایک ایسا موضوع ہے جس پر تحقیق نہیں کی گئی، اس لیے اس خصوصی باب کو ایک تعارف کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں ملک کے شماریاتی نظام کا ایک وسیع جائزہ لیا گیا ہے، لیکن یہ جامع نوعیت کا نہیں ہے۔

شکل 7.1: شماریاتی ایکو سسٹم

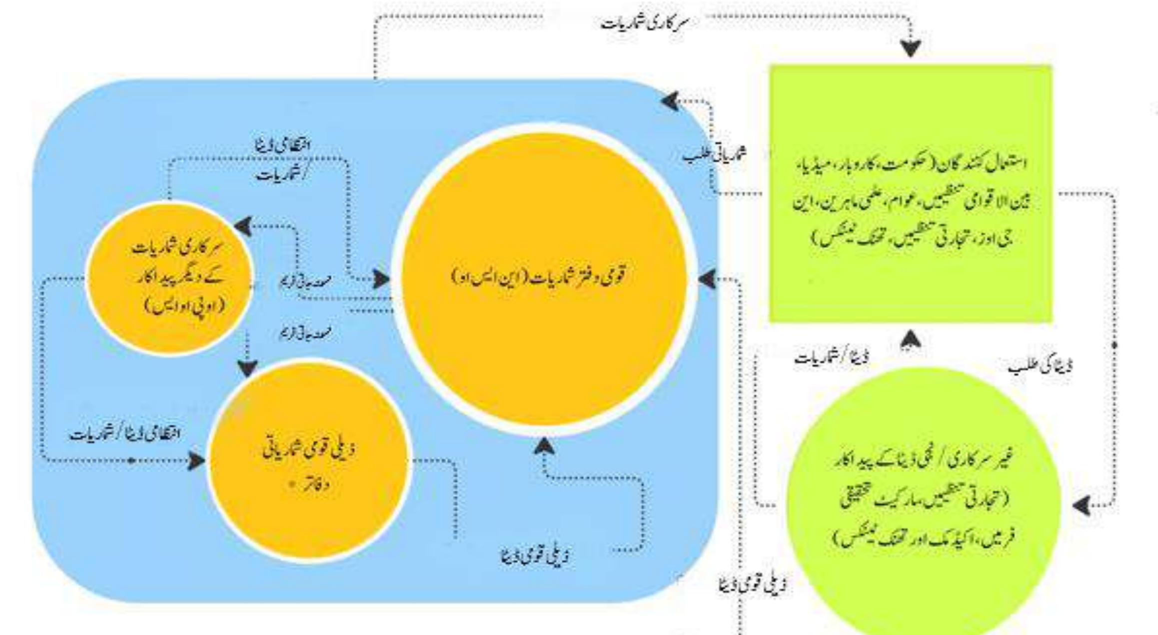

* ذیلی قومی دفاتر کی جانب سے شماریات مرتب اور ترسیل کرنے کی وسعت میں این ایس ایس کی ساخت کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے، اور عدم مرکزیت پر مبنی ڈھانچوں میں اس کی سطح بلند ہوتی ہے۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک نے اس خصوصی باب میں شامل مختلف اسٹیک ہولڈرز کا حوالہ دیا ہے۔ اقوام متحدہ (2022ء)۔ قومی شماریاتی نظاموں کی مینجمنٹ اور آرگنائزیشن پر کتابچہ۔ شماریاتی آرگنائزیشن کے کتابچے کا چوتھا ایڈیشن۔

درمیان تقابل کرنے کے طریقہ کار میں درپیش بعض مشکلات کی نشاندہی کی گئی ہے، جو اگلے سیکشنوں میں بہترین عالمی روایات سے ہم آہنگ تقابل کو محدود کردیتا ہے۔[29]

سیکشن 7.3 میں اس باب کی وسعت اور نوعیت کے باعث مفصل طریقہ کار پر مبنی جائزوں کے بغیر دائرہ کار، تعدد اور دیگر متعلقہ پہلوؤں کے تناظر میں پاکستان کی سرکاری شماریات کو درپیش اہم مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ سیکشن 7.2 اور سیکشن 7.3 کی روشنی میں سیکشن 7.4 میں پاکستان کے شماریاتی نظام کی ساخت، آزادی، مختلف فریقوں کے مابین اشتراک، اور شماریاتی نظام میں طلب کے پہلو کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں ہر پہلو پر بحث کا آغاز زیر بحث موضوع کے تصوراتی جائزے سے ہوتا ہے، جس کے بعد ملک میں موجودہ ادارہ جاتی انتظامات اور حالیہ ملکی طریقوں کا بہترین عالمی روایات سے تقابل کیا گیا ہے۔ سیکشن 7.5 میں پالیسی غوروخوض کے لیے تجاویز کے ساتھ اس باب کی اہم جھلکیوں کا خلاصہ دیا گیا ہے۔

7.2 قومی شماریاتی نظام کیا ہے؟

قومی شماریاتی نظام کی درست تعریف پر بین الاقوامی اتفاق رائے موجود نہیں ہے، چاہے اقوام متحدہ ہو یا دیگر کثیر فریقی ادارے۔ تاہم قومی شماریاتی نظام کو عام طور پر کسی ملک کے سرکاری شعبے کے اداروں، وزارتوں اور محکموں کے مجموعے کے طور پر قبول کیا جاتا ہے جسے وسیع تر سماجی اور معاشی پہلوؤں پر مشترکہ یا الگ الگ جمع، پروسیس اور ترسیل کیا جاتا ہے، جن میں آبادی کے رجحانات سے لے کر کاروبار اور معاشی حالات، ماحولیاتی عوامل، تعلیم اور دیگر سماجی اظہاریے شامل ہیں۔[30]

[29] باکس معیار کے شماریاتی اور شماریاتی نظاموں کا بین ملکی تقابل ایک مشکل کام ہے، اور انتہائی محدود نوعیت کا ہے۔ لہٰذا، این ایس ایس پر عالمی لٹریچر پر عمل کرتے ہوئے اس خصوصی باب میں پاکستان کے شماریاتی نظام کا جائزہ لینے کے لیے بہترین بین الاقوامی روایات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں، اس باب میں وفاقی اور صوبائی شماریاتی ایجنسیوں کے موجودہ اور سابقہ عہدیداروں سمیت سرکاری اور نجی شعبے کے مختلف اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ گفتگو سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

[30] شماریات کینیڈا (2021ء)۔

قومی شماریاتی نظام متعدد فریقوں پر مشتمل ہوتا ہے اور وسیع تر شماریاتی ایکو سسٹم میں آپریٹ کرتا ہے (**شکل 7.1**)۔ قومی شماریاتی نظام میں سرکاری شماریات کی تیاری، پیداوار اور ترسیل کا ذمہ دار بنیادی ادارہ قومی دفتر شماریات کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قومی دفتر شماریات کے علاوہ حکومتی وزارتوں، محکموں یا ایجنسیوں میں یہ کام انجام دینے والے اداروں کو سرکاری شماریات کے دیگر پیداکار کہا جاتا ہے اور یہ ادارے سرکاری شماریات تخلیق کرنے اور ترسیل کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان میں مرکزی بینک، وزارت صحت، زرعی محکمہ جات، ماحولیاتی ایجنسیاں، تجارت اور کامرس کے محکمے اور جرائم کی تفتیشی ایجنسیاں شامل ہیں۔ سرکاری شماریات کے دیگر پیداکار ملک میں قومی شماریاتی نظام کی قانونی ساخت اور مرکزیت کی سطح اور عدم مرکزیت کے مطابق خود سے یا قومی دفتر شماریات کے ذریعے خود سے شماریات جاری کرسکتے ہیں۔ نتیجتاً، قومی دفتر شماریات اور سرکاری شماریات کے دیگر پیداکاروں کا قومی شماریاتی نظام میں کردار ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتا ہے۔

مختلف ملکوں میں قومی شماریاتی نظام کی ساخت میں فرق پایا جاتا ہے، جن پر قومی واقعات اور تاریخی پیش رفتیں اثرانداز ہوتی ہیں۔ عموماً، ساخت کی زمرہ بندی مرکزیت اور عدم مرکزیت کے منظرنامے کی بنیاد پر کی جا سکتی ہے۔ مثلاً کینیڈا جیسے مرکزیت پر مبنی نظام میں ایک واحد شماریاتی ادارہ سرکاری شماریات جمع اور ترسیل کرنے کی بنیادی ذمہ داری انجام دیتا ہے۔[31] دوسری جانب، عدم مرکزیت کی ساخت کے حامل امریکہ جیسے ممالک میں کئی ادارے اور پالیسی محکمہ جات یا سرکاری شماریات کے دیگر پیداکار اپنی متعلقہ حدود میں شماریات پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

قومی شماریاتی نظام میں علاقائی مرکزیت یا عدم مرکزیت پر مبنی یا ضمنی قومی علاقوں کو نچلی سطح پر منتقل کیا جاتا ہے۔ جرمنی میں قانونی مینڈیٹ کے مطابق شماریاتی سرویز کرنے کے لیے ہر علاقے میں تنظیمیں موجود ہیں۔ تاہم، عدم مرکزیت پر مبنی سیٹ اپ میں بھی بعض سرکاری شماریات قومی سطح پر وفاقی حکام کی جانب سے تخلیق کی جاتی ہے۔ مثلاً، جرمنی میں تقریباً ایک تہائی سرکاری شماریات مرکزی سرویز پر مشتمل ہوتی ہے، جنھیں وفاقی شماریاتی ایکٹ[32] کے تحت انجام دیا جاتا ہے۔ ساخت سے قطع نظر، بروقت بنیادوں پر قابل بھروسا شماریات تخلیق کرنے کے لیے قومی شماریاتی پروگرام کے مختلف فریقوں کے درمیان مؤثر اشتراک ضروری ہوتا ہے۔

قومی شماریاتی نظام سرکاری شماریات کے پیداکاروں پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ شماریاتی ایکو سسٹم میں غیر سرکاری تنظیمیں، تجارتی تنظیمیں، اور نجی شعبے کی ڈیٹا جمع کرنے والی فرمیں شامل ہوتی ہیں جو کئی اقسام کی شماریات مرتب کرتی ہیں، جن میں سے اکثر و بیشتر قومی شماریات پروگرام کے فراہم کردہ نمونہ فریموں اور دیگر شماریات پر مبنی ہوتے ہیں۔ شماریاتی ایکو سسٹم میں کئی اقسام کے سرکاری اور نجی استعمال کنندگان شامل بھی ہیں، جو شماریات کی طلب پیدا کرتے ہیں، وہ قومی شماریات پروگرام اور دیگر پیداکاروں کو براہ راست یا بالواسطہ معلومات بھی فراہم کرتے ہیں تاکہ شماریات تخلیق کی جا سکیں۔

قومی دفتر شماریات اور اس کے ذیلی قومی دفاتر عام طور پر مختلف سرویز، مردم شماریوں اور انتظامی ذرائع سے ڈیٹا حاصل کرتے ہیں جیسے بیرونی تجارت کے لیے کسٹم کا ڈیٹا یا آبادیاتی تبدیلیوں کے لیے سول رجسٹریز۔ مزید برآں، کمرشل ڈیٹا کی اسٹریمز اور ذرائع جیسے سیٹلائٹ تصاویر اور موبائل فون کے ڈیٹا کو بھی استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ شماریات کے دیگر پیداکار عام طور پر اپنے انتظامی ریکارڈ پر انحصار کرتے ہیں۔[33]

پیمائش کی یکسانیت کا چیلنج

ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے قومی شماریات نظاموں میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ مختلف شکلوں اور حجم میں رائج ہیں جو ان کے موازنے یا نشانیہ سازی کو بھی مشکل بنا دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ قومی شماریاتی استعداد کے قدرپیمائی جائزوں میں شامل طریقوں اور دیگر خصوصیات میں خاصی تبدیلی کی صورت میں نکلا ہے۔[34] موازنے کے چیلنج کی تین اہم وجوہات پر درج ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

[31] ایضاً۔

[32] اقوام متحدہ (2018ء)؛ ڈی ہولٹ (2008ء)۔

[33] اقوام متحدہ (2022ء ب)۔

[34] سی ولوبی (2008ء)۔

پہلا، اگرچہ بعض معیارات اور درجہ بندیاں[35] موجود ہیں، لیکن ڈیٹا کے معیار کی کوئی واحد تعریف دستیاب نہیں۔ معیار کو مختلف سمتوں میں عمومی اصطلاح سمجھا جاتا ہے جیسے مناسبت، درستگی، بروقت، قابل رسائی، قابل تشریح اور ہم آہنگی۔ تاہم، درست تعریف کی عدم موجودگی مختلف ممالک کے درمیان تقابل کی مشق کو کچھ دشوار بنادیتی ہے جو موضوعیت پر منتج ہوتا ہے۔[36]

دوسرا، چونکہ قومی شماریات ہمیشہ طریقوں اور تعریفوں کے بین الاقوامی معیارات سے ہم آہنگ نہیں ہوتی، اس لیے ممالک کے درمیان تقابل اور عالمی نگرانی کے لیے یکسانیت کی کمی ہمیشہ ایک چیلنج رہی ہے۔ اگر وہ بین الاقوامی معیارات سے ہم آہنگ ہوں تب بھی معیارات اور فریم ورکس میں شامل شماریاتی طریقوں کی اقسام مختلف ممالک خصوصاً ترقی پذیر ممالک کی جانب سے اختیار کردہ طریقوں کی واضح دستاویزیت کا نہ ہونا ممالک کے تقابل کو کچھ مشکل بنادیتا ہے۔[37]

تیسرا، قومی دفتر شماریات کا دائرہ کار واضح نہ ہونے کے ساتھ قومی شماریاتی نظام کی ساخت میں قابل ذکر فرق موجود ہے۔ کامیابی کے لیے کوئی واضح متفقہ یا غیر مبہم نسخہ موجود نہیں، جس پر قومی شماریاتی نظام میں شامل فریقوں کو کون سی شماریات تخلیق کرنی چاہیے یا قومی دفتر شماریات کا بنیادی فریضہ کیا ہونا چاہیے۔[38] جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ قومی شماریاتی نظام کی واضح تعریف دستیاب نہیں ہے، نہ ہی اس کی کامیابی کا حل موجود ہے۔[39] انہیں بدلتی ہوئی قومی ضروریات، معیشت کے ڈھانچے، سیاسی ڈھانچے، سماجی اور معاشی چیلنجوں، انتظامی سیٹ اپ اور قانونی ماحول کے ردعمل کے مطابق تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

ان چیلنجوں کا ادراک کرتے ہوئے اس تعارف میں پاکستان میں قومی شماریاتی نظام کا جائزہ لینے کے لیے تین اہم اقسام کے تجزیاتی فریم ورکس پر انحصار کیا گیا ہے۔ پہلا، سرکاری شماریات پر اقوام متحدہ کے بنیادی اصول۔ اقوام متحدہ کے بنیادی اصولوں میں یہ تفصیلات فراہم نہیں کی گئی کہ قومی شماریاتی نظام کی ساخت کیسی ہونی چاہیے بلکہ اس میں قومی اشتراک، درجہ بندی میں بین الاقوامی معیارات کا استعمال، شماریاتی نظاموں کا پیداواری پروسیس اور پیشہ ورانہ اخلاقیات سمیت مختلف پہلوؤں پر ملکی اور بین الاقوامی روایات کے اہم رہنما اصولوں کو بیان کیا گیا ہے۔[40] سرکاری شماریات پر اقوام متحدہ کے بنیادی اصول سے متاثر ہو کر دیگر کثیر فریقی اداروں نے قومی شماریاتی پروگرام کی بعض خصوصیات پر مختلف معیارات اور رہنما خطوط وضع کیے ہیں۔[41]

دوسرا، آزاد پالیسی تحقیقی انسٹی ٹیوٹس کے تحت لکھی گئی مخصوص ملکی کیس اسٹڈیز اور علاقائی اور عالمی اداروں کی جانب سے مخصوص ملکی قومی شماریاتی نظام کی جانچ سے حاصل شدہ بہترین روایات شامل ہیں۔ ان میں ترقی پذیر اور ابھرتی معیشتوں کی قومی حکمت عملیاں برائے ترقی شماریات (این ایس ڈی ایس) بھی شامل ہیں، جنہیں متعلقہ حکومتیں وضع کرتی ہیں۔ اکیسویں صدی میں ترقی کے لیے شماریات میں شراکت داری (پیرس 21)[42] کے فراہم کردہ رہنما اصولوں کے تحت این ایس ڈی ایس ایسی حکومتی حکمت عملیاں ہوتی ہیں جن کا مقصد قومی شماریاتی نظام کے اجتماع اور مشترکہ کام کے ذریعے شماریات کے استعمال کی پیداوار، ترسیل اور قومی دھارے میں لانے کی استعداد کو ترقی دینا ہے۔[43]

---

[35] مثلاً، اقوام متحدہ کے قومی کھاتوں کا نظام معاشی سرگرمی کو مرتب کرنے اور معاشی سرگرمی کی پیائش کا ایک شماریاتی معیار ہے، جبکہ تمام معاشی سرگرمیوں کی بین الاقوامی معیار کی صنعتی درجہ بندی (آئی ایس آئی سی) ممالک کو پیداواری سرگرمیوں کی حوالہ درجہ بندی فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح، آئی ایم ایف کے بی پی ایم 6 میں ادائیگیوں کے توازن اور بین الاقوامی سرمایہ کاری کی پوزیشن کے تصورات، تعریفیں، درجہ بندیاں اور معاہدوں کو دیا گیا ہے۔

[36] I. Krizman, B. Tissot (2021); G. Brackstone, (1999); P. Allum, M. Agca (2001)۔

[37] S. Chen, F. Fonteneau, et al (2013)۔

[38] اوپی ایم (2009ء)۔

[39] آر ایڈمنڈز (2005ء)۔

[40] اقوام متحدہ، قرارداد نمبر 68/261، سرکاری شماریات کے بنیادی اصول، 29 جنوری 2014ء کو جنرل اسمبلی کے 68 ویں اجلاس میں منظور کی گئی۔

[41] اقوام متحدہ (2022ء ب)؛ یو این ای سی ای الف؛ او ای سی ڈی (2022ء)؛ او ای سی ڈی (2020ء ب)؛ پیرس 21۔

[42] پیرس 21 اکیسویں صدی کی شماریات وضع کرنے کے لیے ایک عالمی شراکت داری ہے۔ یہ نومبر 1999ء میں قائم ہوئی تھی، اقوام متحدہ، یورپین کمیشن، او ای سی ڈی، آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے اشتراک سے۔

[43] پیرس 21۔

پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

تیسرا شماریات کی عالمی نگرانی سے متعلق ہے جو اقوام متحدہ کے ہزاریہ ترقیاتی مقاصد (ایم ڈی جی)، خصوصاً پائیدار ترقیاتی مقاصد، متعارف کرانے کے بعد سامنے آیا، اور جس کے نتیجے میں نگرانی کے لیے ڈیٹا کا فرق سامنے آگیا۔ نگرانی کی ان کوششوں میں عالمی بینک کے شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے شامل ہیں، جن میں ڈیٹا سے متعلق عالمی قومی شماریاتی نظام کا تقابل استعمال، خدمات، مصنوعات، ذرائع اور ڈیٹا سے متعلق انفراسٹرکچر سے کیا گیا ہے۔[44] ان میں اوپن ڈیٹا کے ذخائر (اوڈی آئی این) بھی شامل ہیں، جو کوریج اور کھلے پن کے موضوع پر قومی شماریاتی نظام کی ملکی سطح کی جانچ کرتے ہیں۔[45]

ان اظہاریوں، اصولوں ور رہنما خطوط اور بہترین طریقوں میں کچھ اہم نکات پر زور دیا گیا ہے: قومی دفتر شماریات، قومی شماریاتی نظام کے درمیان مؤثر اشتراک اور شماریاتی ایکوسسٹم، شماریات کے دیگر پیداکاروں کی جانب سے قابل بھروسا انتظامی ڈیٹا کی دستیابی اور ارتباط، اور شماریات کی مناسب طلب شامل ہیں۔

7.3 پاکستان کی سرکاری شماریات میں نمایاں مسائل

جیسا کہ پچھلے سیکشن میں بحث کی جاچکی ہے کہ ڈیٹا اور شماریات کے مجموعوں، شماریاتی نظاموں اور ہر ملک میں ڈیٹا کے استعمال کنندگان کی طلب میں پائے جانے والے تنوع کے سبب شماریاتی نظاموں کا بین ملکی تقابل ایک چیلنج ہے۔ تاہم، ڈیٹا کے بعض ترسیلی معیارات اور استعمال پر کچھ اتفاق رائے موجود ہے جیسے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (آئی ایم ایف) کے ترسیلی معیارات اور پائیدار ترقیاتی مقاصد کی پیمائش، جس سے دنیا بھر میں قومی شماریاتی نظاموں کی نگرانی اور ان میں بہتری لانے کی کوششوں کو نئی تقویت ملی ہے۔[46]

ان رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی بینک نے شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے وضع کیے ہیں تاکہ پانچ ستونوں[47] پر مشتمل جامع فریم ورک پر کسی ملک کی شماریاتی کارکردگی کو جانچا جاسکے۔ شماریاتی کارکردگی کے اظہاریوں میں 186 ممالک میں پاکستان 87 ویں نمبر پر ہے اور اپنی حریف معیشتوں سے پیچھے ہے (**جدول 7.1**)۔ شماریاتی کارکردگی کے اظہاریوں کے تین ستونوں میں پاکستان نے اچھی کارکردگی دکھائی جن میں ڈیٹا کا استعمال، ڈیٹا کی مصنوعات اور ڈیٹا کا انفراسٹرکچر شامل ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ڈیٹا کے استعمال کی پیمائش صرف سرکاری شماریات کے بین الاقوامی استعمال پر مبنی ہوتی ہے کیونکہ اظہاریوں کی کمی کے سبب مقامی تعلیمی ماہرین، میڈیا اور دیگر کی جانب سے استعمال کی جانچ محدود ہے۔ دوسری جانب، ڈیٹا کی مصنوعات کے حتمی اسکور کا انحصار پائیدار ترقیاتی مقاصد کے اظہاریوں کی دستیابی پر ہوتا ہے۔ پاکستان کی اس زمرے میں کارکردگی کو بہتر بنانے میں ڈیٹا کے ان مجموعوں کو جمع کرنے میں عالمی تعاون اور اشتراک سے بھی مدد ملی ہے۔ مثلاً، پاکستان کا آبادی اور صحت کا سروے 18-2017ء میں دوطرفہ اور کثیر فریقی اداروں کی مالی اور تکنیکی اعانت سے انجام دیا گیا تھا۔[48]

ڈیٹا کے انفراسٹرکچر کے لحاظ سے موازنے کے قابل ممالک کی نسبت پاکستان کی درجہ بندی بہتر ہے لیکن معیارات اور طریقوں میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ مثلاً پاکستان کے قومی اکاؤنٹس اور صارف اشاریہ قیمت کو سالانہ زنجیر سے منسلک نہیں کیا جاتا۔[49] مزید برآں، ملک عمومی شماریاتی کاروباری پروسیس ماڈل اور حکومتی مالی شماریات مینوئل پر عملدرآمد نہیں کرتا، جس میں مختلف قسم کی شماریات کی پروسیسنگ اور رپورٹنگ کے رہنما خطوط فراہم کیے گئے ہیں۔[50]

---

[44] عالمی بینک کا حساس قیمت اظہاریہ 2021ء میں متعارف کرایا گیا تھا۔ اسے بینک کے پچھلے شماریاتی استعداد انڈیکس سے تبدیل کیا گیا، جسے 2004ء میں اختیار کیا گیا تھا۔ حساس قیمت اظہاریہ نگرانی 'گنجائش' سے 'کارکردگی' کی پیمائش پر منتقلی ہے۔

[45] اوپن ڈیٹا انوینٹری (2022ء)۔

[46] اگرچہ ان عالمی نشانیوں نے اقوام متحدہ کی سرکاری شماریات کے بنیادی اصولوں میں جگہ بنالی ہے، تاہم ان میں شماریات کی ہمیشہ مکمل عکاسی نہیں ہوتی۔

[47] ایچ ڈانگ (2021ء)۔

[48] این آئی پی ایس (18-2017ء)۔

[49] جن 193 ممالک کا ڈیٹا دستیاب تھا، ان میں سے 40 کے پاس زنجیر سے منسلک سالانہ صارف اشاریہ قیمت موجود ہے (ماخذ: عالمی بینک، ایس پی آئی 2022ء)؛ زنجیر کو سالانہ منسلک کرنے کے لیے اساسی سال کی سالانہ نظر ثانی اور سال بسال تبدیلیوں سے روابط ہوتے ہیں۔ ماخذ: آئی ایم ایف الف۔

[50] آئی ایم ایف ب: یو این ای سی ای ب۔

جدول 7.1: شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے 2022ء

ملک	بہترین کارکردگی کا حامل ملک*	پاکستان	بنگلہ دیش	بھارت	سری لنکا
شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے مجموعی اسکور	**93.6**	**71.1**	**69.7**	**78.2**	**79.1**
ستون 1۔ ڈیٹا کا استعمال	**100.0**	**100.0**	**90.0**	**100.0**	**100.0**
بین الاقوامی اداروں کی جانب سے ڈیٹا کا استعمال	1.0	1.0	0.9	1.0	1.0
ستون 2۔ ڈیٹا خدمات۔ اسکور	**99.7**	**61.9**	**61.9**	**87.7**	**81.8**
ڈیٹا کا اجرا	1.0	0.5	0.5	1.0	1.0
آن لائن رسائی	0.9	0.4	0.4	0.6	0.5
ڈیٹا کی خدمات	1.0	1.0	1.0	1.0	1.0
ستون 3۔ ڈیٹا مصنوعات	**94.2**	**86.8**	**85.8**	**86.3**	**78.0**
سماجی شماریات	1.0	0.9	0.9	0.9	0.7
معاشی شماریات	1.0	0.9	0.9	0.9	0.8
ماحولیاتی شماریات	1.0	0.7	0.7	0.8	0.8
ادارہ جاتی شماریات	1.0	0.7	0.9	0.8	0.8
ستون 4۔ ڈیٹا ذرائع	**88.9**	**46.9**	**51.0**	**62.0**	**80.4**
مردم شماری	1.0	0.8	0.8	0.7	1.0
سرویز	1.0	0.7	0.6	0.5	0.7
انتظامی ڈیٹا	1.0	0.0	0.5	1.0	1.0
خصوصی علاقائی ڈیٹا	0.8	0.4	0.1	0.3	0.6
ستون 5۔ ڈیٹا انفراسٹرکچر	**100.0**	**60.0**	**60.0**	**55.0**	**55.0**
معیارات اور طریقے	1.0	0.6	0.6	0.6	0.6

* متعلقہ ستون اور ذیلی اظہاریے میں بہتری کارکردگی کے حامل ملک کا اسکور۔

نوٹ: ستون کی بلند ترین قدر 100 ہے، اور اس کے مختلف اجزا کے لیے 1۔ شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے میں 5 ستونوں کا احاطہ کیا گیا ہے اور اسے مختلف ستونوں میں 22 ذیلی ستونوں کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ تاہم، ڈیٹا کی قلت کی وجہ سے، اس میں مجموعی طور پر 16 سمتوں کو درج کیا جاتا ہے، جس میں سے صرف 14 ذیلی سمتوں کو مجموعی ایس پی آئی اسکور اخذ کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

ماخذ: عالمی بینک، شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے 2022ء

ڈیٹا کی خدمات اور ڈیٹا کے ذرائع کے شعبوں میں پاکستان کی کارکردگی قدرے کمزور ہے۔ ڈیٹا خدمات کے زمرے میں کم اسکور، جو ڈیٹا کے استعمال کنندگان اور پیداکاروں کے درمیان ربط کی جانچ کرتا ہے، کو ڈیٹا کے اجرا اور آن لائن رسائی کے کم اسکور سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، ڈیٹا کے ذرائع کے زمرے میں پاکستان کی جانب سے مخصوص جغرافیائی ڈیٹا اور انتظامی ڈیٹا کے استعمال میں بھی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔

ترسیل اور کھلے پن کے تناظر میں شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے میں پاکستان کی کمزور کارکردگی کی عکاسی دیگر نشانیوں میں بھی ہوتی ہے۔ مثلاً، آئی ایم ایف کے ڈیٹا کی ترسیل کے معیارات میں پاکستان توسیع شدہ عمومی ڈیٹا کی ترسیل کے نظام (ای جی ڈی ڈی ایس) کی پاسداری کرتا ہے، لیکن بھارت اور سری لنکا جیسے پڑوسی ممالک نے زیادہ جدید خصوصی ڈیٹا کی ترسیل کے معیار (ایس ڈی ڈی ایس) کو اختیار کر رکھا ہے۔ پاکستان ایس ڈی ڈی ایس کی جن بقیہ شرائط کو پورا نہیں کرتا ان میں سہ ماہی جی ڈی پی، اجرتوں اور روزگار کا ڈیٹا شامل ہے۔[51] تاہم، آئی ایم ایف سے طے پانے والے نو مہینوں کے اسٹینڈ بائی ارینجمنٹ

[51] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

جدول 7.2: اوپن ڈیٹا کا ذخیرہ 2022ء

ڈیٹا کے زمرے		کوریج کا ذیلی اسکور					کھلے پن کا ذیلی اسکور			
ملک*	**سنگاپور****	**پاکستان**	**بنگلہ دیش**	**بھارت**	**سری لنکا**	**سنگاپور**	**پاکستان**	**بنگلہ دیش**	**بھارت**	**سری لنکا**
آبادی اور کلیدی شماریات	75	30	0	0	60	100	30	40	60	50
تعلیمی سہولتیں	75	30	30	30	40	100	40	30	60	50
تعلیمی نتائج	75	40	40	40	40	100	40	40	50	50
صحت کی سہولتیں	75	70	30	40	70	100	40	30	70	70
صحت کے نتائج	38	50	30	30	40	100	30	40	60	50
تولیدی صحت	75	40	60	50	50	100	40	40	60	50
غذائی سلامتی اور تغذیہ	50	38	0	25	25	100	40	0	50	50
صنفی شماریات	75	30	40	30	30	100	30	50	40	50
جرم اور سزا	75	0	0	50	30	100	40	30	70	40
غربت اور آمدنی	38	0	40	20	80	100	0	40	30	50
سماجی شماریات ذیلی اسکور	65	33	28	32	47	100	33	34	55	51
قومی کھاتے	100	38	38	75	38	100	40	40	60	50
افرادی قوت	75	60	40	50	80	100	30	40	60	30
قیمت کے اشاریے	100	38	38	38	75	100	30	40	80	60
حکومتی مالیات	100	63	75	50	63	100	30	40	70	60
زر اور بینکاری	67	100	100	67	100	100	40	40	90	60
بین الاقوامی تجارت	100	100	50	50	100	100	30	30	60	50
ادائیگیوں کا توازن	100	100	100	83	100	100	40	30	60	50
معاشی اور مالی شماریات کا ذیلی اسکور	91	67	60	58	77	100	34	37	69	51
زراعت اور زمین کا استعمال	38	60	70	30	50	100	40	40	50	50
وسائل کا استعمال	83	88	63	38	38	100	40	40	90	40
توانائی	100	50	67	100	50	100	40	40	70	40
آلودگی	100	13	0	13	0	100	40	0	80	0
تعمیر شدہ ماحول	75	80	60	50	60	100	40	50	40	50
ماحولیات کا ذیلی اسکور	77	60	52	43	41	100	40	34	66	36
مجموعی اسکور	77	52	45	43	54	100	36	35	63	46

** بلند ترین درجہ بندی۔

نوٹ: کسی بھی زمرے میں اسکور 10 عناصر پر مشتمل ہوتا ہے، کھلے پن اور کوریج دونوں کے لیے پانچ پانچ۔ کوریج کے عناصر: پہلا انتظامی سطح (مثلاً، صوبائی سطح کا ڈیٹا)، دوسرا انتظامی سطح (مثلاً، ضلعی سطح کا ڈیٹا) کا دستیاب ڈیٹا 5 سال کے لیے، دستیاب ڈیٹا 10 سال کے لیے اور اظہاریے کی دستیابی۔ کھلے پن کے عناصر: مشین پڑھنے کی صلاحیت، غیر مالکانہ فارمیٹ، میٹا ڈیٹا کی دستیابی، ڈاؤن لوڈ کے آپشنز، ڈیٹا لائسنس / استعمال کے قواعد۔

ماخذ: اوپن ڈیٹا واچ۔

کے حصے کے طور پر ملک مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی سے قومی کھاتوں کے سہ ماہی اعداد و شمار کو مرتب اور شائع کرنا شروع کرے گا۔[52]

اسی طرح، او ڈی آئی این میں شامل 195 ممالک میں سے پاکستان 121 ویں نمبر پر ہے۔ اس کے مقابلے میں بھارت اور سری لنکا کی پوزیشن بالترتیب 82 اور 96 ہے (**جدول 7.2**)۔[53] زر اور بینکاری، بین الاقوامی تجارت اور ادائیگیوں کے توازن کے علاوہ پاکستان میں سرکاری شماریات کو سماجی شماریات،

[52] انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (2023ء)۔

[53] اوپن ڈیٹا واچ۔

معاشی اور فنانس، اور ماحولیاتی شماریات کے تحت ڈیٹا کی وسیع رینج کی کوریج اور کھلے پن میں خاصی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ مثلاً، قتل کی شرح، جیل کی آبادیوں کے ڈیٹا کے اظہاریوں کی عدم دستیابی اور جرم کی شرح کے ڈیٹا کی محدود کوریج کے سبب جرم اور انصاف کے زمرے میں پاکستان کی درجہ بندی خراب ہے۔ مزید برآں، کوریج کے علاوہ کھلے پن میں پاکستان کا ضمنی اسکور سرفہرست سنگاپور کے ساتھ ساتھ سری لنکا اور بھارت جیسے جنوبی ایشیائی پڑوسیوں سے خاصا پیچھے ہے۔

مخصوص ڈیٹا کے مسائل کی علامتی فہرست

اس تناظر میں پاکستان کی سرکاری شماریات میں مذکورہ بالا مسائل کی روشنی میں مختلف سماجی اور معاشی اظہاریوں پر کچھ روشنی ڈالنا مفید ہے۔ ان میں بعض کلیدی اظہاریوں کی عدم دستیابی، ڈیٹا مرتب کرنے اور ترسیل میں تسلسل نہ ہونا، انتظامی ڈیٹا کا مطلوبہ سطح کے مطابق جمع نہ ہونا اور مختلف اظہاریوں کی پیداوار کے لیے معلومات کی پست بنیاد شامل ہیں۔[54]

قومی کھاتے اور دیگر اہم اظہاریے

پاکستان میں جی ڈی پی کے حسابات تازہ ترین قومی اکاؤنٹس کے نظام (ایس این اے) 2008ء پر مبنی ہیں،[55] اور ان کے اعداد و شمار کو سالانہ جاری کیا جاتا ہے۔ تاہم، 2022ء میں کیے گئے 170 ممالک کے سروے میں پاکستان کا شمار ان 26 ممالک میں کیا گیا جو جی ڈی پی کے سہ ماہی تخمینوں کو مرتب نہیں کرتے۔[56] مزید برآں، اٹھارہویں آئینی ترمیم کے باوجود ضمنی قومی یا صوبائی جی ڈی پی کے اعداد و شمار کو درج نہیں کیا جاتا، اگرچہ اس ترمیم کے تحت پالیسی کے کچھ شعبہ جات صوبوں کو منتقل کر دیے گئے تھے۔ ان صوبوں نے صوبائی جی ڈی پی کے تخمینے لگانے کی کوششیں کی ہیں۔ تاہم، یہ ایک باقاعدہ مشق نہیں ہے اور اس میں تسلسل یقینی بنانے کے لیے وفاقی اکائیوں کے درمیان جامع نظر ثانی اور اشتراک کی ضرورت ہے۔[57]

ماخذ ڈیٹا کے تناظر میں پاکستان کے قومی کھاتے 11 تا 20 معاشی سرگرمیوں پر مبنی ہیں، جبکہ اس کے مقابلے میں امریکہ اور کینیڈا جیسی ترقی یافتہ معیشتیں، اور حتیٰ کہ سری لنکا اور بھارت جیسے حریف ترقی پذیر ممالک اور اپنے قومی کھاتوں میں تقریباً 40 سرگرمیوں کا تخمینہ لگاتے ہیں۔[58] ٹیکسوں اور سماجی تحفظ سے متعلق مختلف اقسام کا ماخذ ڈیٹا دستیاب نہیں ہے (**جدول 7.3**)۔

[59] بہترین عالمی روایات کے مطابق پاکستان ماہانہ بنیادوں پر صارف اشاریہ قیمت اخذ کرتا ہے، تاہم پیداکار قیمت اشاریہ (پی پی آئی) جاری نہیں کرتا۔ پی پی آئی مہنگائی کے ابتدائی اظہاریے کا کام انجام دے سکتا ہے، کاروباری لاگت کے دباؤ کی جانچ کا موقع دیتا ہے اور پالیسی کی تشکیل میں بہتری لاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں سری لنکا اور بنگلہ دیش جیسی دیگر جنوب ایشیائی معیشتیں باقاعدگی سے پی پی آئی شائع کرتی ہیں۔[60] اسی طرح پاکستان ماہانہ تجارتی ڈیٹا کسٹم حکام کی مدد سے جاری کرتا ہے، تجارتی قیمت کے اشاریوں کو سہ ماہی بنیادوں پر رپورٹ کیا جاتا ہے۔ جو بیشتر ممالک کے برعکس ہے۔[61]

یہ مسائل شعبہ جاتی سطح پر بھی موجود ہیں۔ مثلاً، پاکستان میں فصلوں کی پیداواری قیمتیں دستیاب نہیں ہیں۔ اس کے مقابلے میں بھارت میں 36 بنیادی فصلوں کے لیے 'فارم پیداواری قیمتوں' پر سالانہ ریاست وار ڈیٹا

---

[54] وسعت کی مشکلات کی وجہ سے یہ فہرست جامعیت کی حامل نہیں۔ مزید برآں، چونکہ استعمال کنندگان ڈیٹا کی مشکلات کی شناخت کے لحاظ سے لازمی نوعیت رکھتے ہیں، اس ذیلی سیکشن میں کی گئی کچھ بحث سمعی شواہد اور عمومی معلومات پر مشتمل ہے۔

[55] ایس این اے 2008ء ایک شماریاتی فریم ورک ہے جس میں پالیسی سازی، تجزیے اور تحقیقی مقاصد کے لیے کلی معاشی تفصیلات کا ایک جامع، پائیدار اور لچکدار مجموعہ فراہم کیا گیا ہے۔ ماخذ: اقوام متحدہ (2009ء)۔

[56] اے سیلو نگوی (2022ء)۔

[57] مثلاً، خیبر پختونخوا دفتر شماریات نے مالی سال 21ء کے لیے اپنی صوبائی جی ڈی پی کو شائع کیا، پنجاب نے بھی اپنی جی ڈی پی کا تخمینہ لگایا ہے جسے پنجاب کی نمو کی حکمت عملی 2023ء میں استعمال کیا گیا ہے۔ ماخذ: خیبر پختونخوا بی او ایس، منصوبہ بندی اور ترقی بورڈ، پنجاب دفتر شماریات الف۔

[58] معاشی سرگرمیوں کی درجہ بندی اس صنعت یا شعبے کی بنیاد پر کی جاتی ہے جن میں وہ انجام دیجاتی ہیں، جیسے گلہ بانی، مینوفیکچرنگ اور تعلیم۔

[59] اے سیلو نگوی (2022ء)۔

[60] سری لنکا کا محکمہ مردم شماری اور شماریات الف: بنگلہ دیش دفتر شماریات۔

[61] اے سیلو نگوی (2022ء)۔

جدول 7.3: قومی کھاتوں کی شماریات کا عالمی اندراج؛ قومی دفاتر شماریات کے 2020ء کے سروے پر مبنی

مخصوص زمرے میں مجموعی جوابات کا فیصد (سبز خانے زمرے میں پاکستان کی موجودگی کو ظاہر کرتے ہیں)*

	1-10	11-20	21-30	31-40	40 سے زائد
سالانہ تخمین شدہ سرگرمیوں کی تعداد	5	35	18	7	35

	نہیں	ہاں	ہاں لیکن تخمینے شائع نہیں کیے جاتے
سہ ماہی جی ڈی پی (کوئی بھی طرز فکر)	15	84	1
کچھ یا تمام ادارہ جاتی شعبے کے کھاتوں کے سالانہ تخمینے	45	53	2

	ماہانہ	سہ ماہی	سالانہ	دوسالہ	تین سالہ	چار سالہ	دس سالہ	بے قاعدگی
مردم شماری	-	-	-	-	-	10	64	26
زراعت شماری	-	-	2	-	-	9	29	60
کاروباری رجسٹر	28	2	39	-	-	1	2	28
ساختی کاروباری سروے کا ڈیٹا	15	10	46	-	-	1	-	29
گھرانوں کا بجٹ سروے / حالات زندگی کا سروے	1	9	19	4	1	1	-	65
دیگر زرعی معلومات	14	24	49	1	-	-	1	11
قدر اضافی / اشیا و خدمات ٹیکسوں کی معلومات	40	36	19	-	-	-	-	4
کارپوریٹ انکم ٹیکس معلومات	11	14	72	-	-	-	-	3
ذاتی انکم ٹیکس معلومات	18	16	60	-	-	-	-	6
سوشل سیکورٹی معلومات (جیسے روزگار یا فوائد کی معلومات)	25	30	36	-	-	-	-	9
کسٹم درآمدات اور برآمدات کے اعلامیے کی معلومات برائے کسٹم حکام	77	16	7	-	-	-	-	1
صارفی قیمت کے اشاریے	100	0	-	-	-	-	-	-
درآمدی اور برآمدی قیمت کے اشاریے	52	37	9	-	-	-	-	2

* جن خانوں کو سبز رنگ سے اجاگر نہیں کیا گیا، اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ سوالنامے کے جواب کو خالی چھوڑ دیا گیا۔

ماخذ: اے سیلو نگوی، اے بائز اور وی، گوئیرو (2022ء)۔ 2020ء میں قومی کھاتوں کی شماریات کے عالمی اسٹاک کا اندراج: پالیسی اور نگرانی کے لیے دستیابی۔ ورکنگ پیپر نمبر 029/2022۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف

دستیاب ہے۔[62] پاکستان میں گذشتہ زراعت شماری 2010ء میں منعقد ہوئی تھی اور اب اسے 10 سال سے زیادہ کا قابل ذکر عرصہ ہو چکا ہے، جبکہ سیلابوں، ماحولیاتی تبدیلی اور مارکیٹ کے بدلتے ہوئے محرکات ایسے سرویز کی زیادہ تعداد کے متقاضی ہیں۔

اسی طرح، زرعی جی ڈی پی میں 63 فیصد اور قومی جی ڈی پی میں تقریباً 14 فیصد حصہ رکھنے والے گلہ بانی کے شعبے کے تخمینے سالانہ یا پانچ سالہ سرویز کی عدم موجودگی میں 1996ء اور 2006ء کی درمیانی مدت کی جانور شماری پر مبنی ہیں۔ 1986ء سے لے کر 2006ء تک گلہ بانی کے صرف تین سروے منعقد کیے گئے جن سے شعبہ جاتی محرکات پر قابل بھروسا معلومات کی فراہمی میں خاصے میعادی فرق کی نشاندہی ہوتی ہے۔ پاکستان میں ادارہ جاتی شعبوں کے اکاؤنٹس میں آمدنی، بچتوں اور مالی رقوم کے بہاؤ کا تخمینہ نہیں لگایا جاتا۔[63]

---

[62] پاکستان دفتر شماریات (2022ء)؛ پاکستان دفتر شماریات الف۔

[63] ادارہ جاتی شعبے ادارہ جاتی اکائیوں کی گروپنگ پر مشتمل ہوتے ہیں، جو مالی شماریات کے ڈھانچے کے بلڈنگ بلاکس تشکیل دیتے ہیں۔ ایک ادارہ جاتی اکائی ایک ایسا معاشی ادارہ ہوتی ہے جو اثاثے ملکیت میں رکھنے، واجبات کرنے، معاشی سرگرمیاں انجام دینے، اور دیگر اکائیوں اور اداروں کے ساتھ لین دین انجام دیتی ہے۔ یہ ایسے گھرانوں کے ساتھ ساتھ کارپوریشنز، غیر نفع بخش تنظیموں جیسے قانونی اور سماجی اداروں، اور حکومتی اکائیوں، آئی ایم ایف وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے۔

افرادی قوت اور بیروزگاری

افرادی قوت، خصوصاً اجرتوں اور بیروزگاری سے متعلق سرکاری ڈیٹا کسی ملک کی پالیسی سازی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے، کلی معاشیات جیسے زری پالیسی اور ترقیاتی پالیسیوں کی نظر سے روزگار، کام کے حالات اور اجرتی فرق میں ساختی تبدیلیوں سے متعلق۔[64] مقبول مباحث میں بھی بیروزگاری کا شمار پاکستان اور دنیا بھر میں سب سے زیادہ زیر بحث سماجی اور اقتصادی مسائل میں سے ایک ہے۔

اگرچہ پاکستان نے حال ہی ٹیکنالوجی کے استعمال سے ضلع کی سطح پر افرادی قوت کے سروے کا آغاز کیا ہے، تاہم، سروے کی فریکوینسی کم رہی ہے۔[65] 1963ء سے لے کر اب تک پاکستان نے افرادی قوت کے صرف 36 سالانہ اور 8 سہ ماہی (4 مالی سال 11ء میں مالی سال 13ء میں بھی 4) سروے کیے ہیں۔[66] مزید برآں، افرادی قوت سروے کے نتائج کو خاصی تاخیر سے شائع کیا جاتا ہے جس سے روزگار اور اجرتوں میں رجحانات کے تجزیے اور غور وخوض کے لیے اس کی اثر انگیزی کم ہو جاتی ہے۔[67]

یہ بہترین عالمی طریقوں سے مختلف ہے جن میں بیروزگاری اور اجرتوں کے اعداد وشمار کو سہ ماہی یا ماہانہ بنیادوں پر درج کیا جاتا ہے۔ کچھ ممالک میں افرادی قوت کی اہم شماریات کو سماجی رجسٹریز سے جمع کیا جاتا ہے، جبکہ دیگر ممالک افرادی قوت کی مارکیٹ کے باقاعدگی سے ہونے والے سرویز پر انحصار کرتے ہیں۔ مثلاً، سری لنکا اور بھارت بالترتیب 1990ء اور 2018ء سے افرادی قوت کے سہ ماہی سروے منعقد کر رہے ہیں۔[68] اسی طرح، نائیجیریا نے افرادی قوت کے سہ ماہی سروے کے لیے بہترین روایات کو اختیار کیا ہے اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجیوں کو شامل کیا ہے تاکہ شمار کنندگان کے مقامات کی جیو ریفرنسنگ کو یقینی بنایا جاسکے۔[69]

کینیڈا جیسے زیادہ ترقی یافتہ ممالک 1952ء سے ماہانہ بنیادوں پر اپنے افرادی قوت کے سروے کا انعقاد کر رہے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ کینیڈا کے افرادی قوت کے سروے کی وسعت میں توسیع کرتے ہوئے اس میں روزگار، پے رول اور ملازمت کے گھنٹوں کو شامل کیا گیا ہے جو صنعت اور جغرافیائی علاقوں کے زمروں کی بنیاد پر آمدنی اور ملازمت کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔[70] امریکہ میں افرادی قوت کی شماریات کا دفتر آبادی کے حالیہ سروے (سی پی ایس)[71] کے ذریعے ماہانہ بنیاد پر روزگار اور بیروزگاری کے بارے میں معلومات جمع کرتا ہے، جبکہ برطانیہ میں ملازمت حاصل کرنے کے خواہش مند افراد کے الاؤنس اور یونیورسل کریڈٹ کے انتظامی ڈیٹا کے ذریعے افرادی قوت کے ماہانہ سروے کو تقویت دی جاتی ہے تاکہ بیروزگاری کے فوائد سے استفادہ کرنے والے افراد کی زیادہ گرینولر معلومات کو حاصل کی جاسکے۔[72]

چھوٹی اور درمیانی درجے کی انٹرپرائزز (ایس ایم ایز)

پاکستان میں چھوٹی اور درمیانے درجے کی انٹرپرائزز کا ایک بڑا جز موجود ہے جو تخمینے کے مطابق جی ڈی پی میں 40 فیصد، برآمدات میں 25 فیصد اور غیر زرعی روزگار میں 78 فیصد حصہ ڈالتا ہے۔[73] کلی معاشی اور ترقیاتی مقاصد

---

[64] آئی ایل او۔

[65] پاکستان دفتر شماریات (21-2020ء)۔

[66] پاکستان دفتر شماریات ب۔

[67] اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2021ء)

[68] سری لنکا کا محکمہ مردم شماری اور شماریات ب: وزارت شماریات و پروگرام کا نفاذ، بھارت۔

[69] جے لین، یو پیپ (2023ء)۔

[70] شماریات کینیڈا۔ ب

[71] دفتر برائے افرادی قوت شماریات۔

[72] قومی دفتر شماریات۔

[73] اسمیڈا (2022ء) اور ایس بی پی (2022ء)۔

دونوں لحاظ سے اس کی وسیع تر قبولیت کے باوجود پاکستان میں ایس ایم ایز کی کارکردگی کی مناسب پیمائش نہیں کی جاتی۔[74]

ایس ایم ایز کی معاشی سرگرمیوں اور دیگر کاروباری انٹرپرائزز کا ڈیٹا 2005ء کی معاشی تنصیبات شماری سے حاصل کیا جاتا ہے، جس کے بعد سے ایسی کوئی شماری منعقد نہیں کی گئی۔[75] قومی کھاتوں کے تناظر میں چھوٹی اور گھریلو اشیا سازی کی صنعتوں کا سروے بنیادی آلے کا کام انجام دیتا ہے۔ اس طرح کا آخری سروے دس برسوں کے وقفے سے 16-2015ء میں منعقد کیا گیا تھا۔ اس لیے نمو کی سالانہ شرح کا تخمینہ لگانے کے لیے انٹر سینسس نمو کا اطلاق کیا جاتا ہے۔[76]

ایس ایم ای کی پیداوار کے ماہانہ یا سہ ماہی تخمینے دستیاب نہیں ہیں، جو بڑے پیمانے کی مینوفیکچرنگ کے اشاریے سے مختلف ہے جس میں بڑی صنعتوں کی ماہانہ پیداوار کو درج کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ایس ایم ایز کی تعداد یا معیشت میں اس کے حصے کے متعلق سالانہ تخمینوں کو درج نہیں کیا جاتا۔ پاکستان میں ڈیٹا جمع کرنے کے موجودہ طریقہ کار میں چھوٹی یا بڑی فرموں کو شامل کیا جاتا ہے، اور یہ صرف مینوفیکچرنگ شعبے کے لیے دستیاب ہے۔ یہ ایس ایم ای شعبے کی پالیسی اور منصوبہ بندی کے لیے معلومات کی نامناسب بنیاد ہے۔[77]

اس کے مقابلے میں ملائشیا زراعت، مینوفیکچرنگ اور خدمات کے شعبوں سمیت سالانہ بنیادوں پر ایس ایم ایز کے جی ڈی پی اور برآمدات میں حصے کو درج کرتا ہے۔ یہ معاشی تنصیبات اور انٹرپرائزز کی شماری پر مشتمل ہوتا ہے، جو ہر سال منعقد کیا جاتا ہے اور اسے سالانہ اقتصادی سروے اور انتظامی ڈیٹا سے تقویت دی جاتی ہے۔ فلپائن میں ایس ایم ای کی کارکردگی کی پیمائش فلپائن کے کاروبار اور صنعت سے متعلق سالانہ سروے سے کی جاتی ہے جس میں روزگار، آمدنی، زراعانت، اثاثوں کی معلومات اور ای کامرس کی فروخت سمیت کئی قسم کی سرگرمیوں شامل ہوتی ہیں۔[78] برطانیہ میں ایس ایم ایز کے سالانہ تخمینے وہاں کے قومی دفتر شماریات کے زیرِ انتظام بین محکمہ جاتی کاروباری رجسٹرار سے حاصل کیے جاتے ہیں، جبکہ کینیڈا میں اس معلومات کو ملک کی بزنس رجسٹری سے حاصل کیا جاتا ہے، جسے ماہانہ بنیادوں پر کینیڈا کی ریونیو ایجنسی کی جانب تین سالہ نمونہ سروے، ماہانہ سروے اور ڈیٹا کے مطابق اپڈیٹ کیا جاتا ہے۔[79]

بلند تعدّد کے معاشی اظہاریے

قلیل مدتی اظہاریے یا بلند تعدد کے حامل معاشی اظہاریے نہ صرف تیزی سے بدلتے ہوئے معاشی حالات پر اہم معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ انہیں سرکاری ڈیٹا میں خلا کو پر کرنے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، جو تاخیر سے دستیاب ہوتا ہے۔ اس سے پالیسی سازوں کو معیشت میں کارفرما رجحانات سمجھنے اور کاروباری دورانیے میں تبدیلیوں کی نشاندہی میں مدد ملے گی۔ ایچ ای ایف آئی نہ صرف زری پالیسی فیصلوں[80] کے لیے اہمیت کے حامل ہیں، بلکہ جیسا کہ کووڈ 19 کی وبا کے تجربے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ بروقت پالیسی ردعمل کو جانچنے کے لحاظ سے بھی اہم ہوتے ہیں۔[81] تاہم، عام روابط کے لحاظ سے بھی ایچ ایف ای آئی زیادہ بامعنی ہوتے ہیں، جب انہیں ایک ایسے ہم آہنگ اور جامع تجزیاتی اور شماریاتی فریم ورک سے جوڑا جاتا ہے۔ خصوصاً، ایچ ایف ای آئی کو سہ ماہی قومی کھاتوں اور معاشی سرگرمی کے خام قدر اضافی جیسے روایتی نشانیوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے۔

---

[74] پاکستان دفتر شماریات۔

[75] ایضاً۔

[76] پاکستان دفتر شماریات (2022ء)۔

[77] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

[78] وزارت معیشت، محکمۂ شماریات ملائشیا؛ او ای سی ڈی (2019ء)۔

[79] او ای سی ڈی (2014ء)۔

[80] ایس بی پی (جلد شائع ہونے والا)۔

[81] آئی ایم ایف پریزینٹیشن 2021ء۔

عالمی سطح پر ممالک ان اظہاریوں کی ماہانہ، ہفتہ وار اور حتیٰ کہ یومیہ بنیادوں پر دستیابی کے لیے کوشاں ہیں، زراعت، مینوفیکچرنگ اور خدمات کے شعبوں میں طلب اور رسد دونوں لحاظ سے۔ ان اظہاریوں کی مثالوں میں نئے اور موجودہ گھروں کی فروخت؛ صنعت، خردہ اور تعمیرات کے نئے آرڈرز اور ٹرن اوور کے اشاریے، یکساں اسٹور کی خردہ فروخت؛ ٹرک ٹول فاصلے کا یومیہ اشاریہ، مال برداری (فضائی، بحری اور زمینی)، خدمات اور صنعت اور سیاحت میں نئے روزگار سے متعلق شماریات شامل ہیں۔

ایچ ایف ای آئی انتظامی ذرائع جیسے تعمیرات کے اجازت نامے، بیروزگاری بیمہ کے دعوے اور ریل روڈ ٹریفک، اور شعبہ جاتی / علاقائی شماریات کے لیے تجارتی تنظیموں، ان کے دائرہ کار کے مطابق، دونوں ذرائع پر انحصار کیا جاتا ہے۔ مثلاً، امریکہ میں فیڈرل ریزرو آف نیویارک نے حقیقی معاشی سرگرمی کے کچھ یومیہ اور ہفتہ وار اظہاریوں پر مشتمل ایک ہفتہ وار معاشی اشاریہ تشکیل دیا ہے، ان اظہاریوں میں امریکن اسٹافنگ ایسوسی ایشن اسٹافنگ انڈیکس،[82] امریکن ریل روڈز ایسوسی ایشن اور صارفین کو ایندھن کی فروخت شامل ہیں۔[83] معیشتوں کی بڑھتی ہوئی ڈیجیٹلائزیشن کے ساتھ متبادل ڈیٹا کو بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ ان میں 'بیروزگاری'، 'قلیل مدتی ملازمت' اور 'اسامیاں' جیسے الفاظ، ہوا میں نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ کا اوسط ارتکاز اور کریڈٹ کارڈ ٹرانزیکشن کے ڈیٹا جیسی انٹرنیٹ سرچ کی تعداد میں اضافہ شامل ہیں۔[84]

پاکستان میں بعض ایچ ایف ای آئی دستیاب ہیں اور اسٹیٹ بینک سمیت پالیسی سازوں کی جانب سے انہیں استعمال کیا جا رہا ہے۔ ان میں اسٹیٹ بینک کے شائع کردہ زرعی قرضوں کی ماہانہ تقسیم، آٹو موٹیو اور سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کا ماہانہ فروخت کا ڈیٹا، آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل کی جانب سے ماہانہ ایندھن کی فروخت کا ڈیٹا، نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی کی جانب سے بجلی کی ماہانہ پیداوار کا ڈیٹا اور منصوبہ بندی کمیشن کی جانب سے سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کا ماہانہ ڈیٹا شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ کو ناؤ کاسٹنگ[85] کے مقصد سے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم، کئی اہم ایچ ایف ای آئی ایسی ہیں، جنہیں مرتب نہیں کیا جاتا یا سرکاری طور پر جاری نہیں کیا جاتا۔ ان میں زیر تحویل وفاقی ٹیکس، خدمات کے قلیل مدتی اظہاریے ہوٹلوں میں زیر استعمال کمرے، ریٹیل فروخت، قابل تقابل اسٹور کی فروخت، ہائی ویز کے ٹول، عمارتوں کے پرمٹ، ملکی فضائی مسافروں اور کارگو ٹریفک، اور آن لائن جاب مارکیٹ پر اسامیوں سے متعلق اشاریے شامل ہیں۔[86]

سیکشن 7.4 میں زیر بحث دیگر اہم ادارہ جاتی چیلنجوں کے علاوہ یہ مسائل محکموں کی جانب سے انتظامی ڈیٹا کے بروقت اجرا نہ ہونے اور تجارتی تنظیموں کی جانب سے درج شدہ شعبہ جاتی ڈیٹا سے پیدا ہوتے ہیں۔ مزید برآں، روایتی اقدامات کے لیے بلند تعدد کے ڈیٹا، جیسے قومی کھاتوں کا سہ ماہی ڈیٹا، کی عدم موجودگی میں ایسے بلند اظہاریہ اشاریوں کی اثرانگیزی یا پیش گوئی کی قوت کی پیمائش کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔[87]

سول رجسٹریشن اور کلیدی شماریات

سول رجسٹریشن اور کلیدی شماریات (سی آر وی ایس) پیدائش، شادیوں، ہجرتوں، اموات اور موت کی وجوہات جیسے کلیدی امور کے بارے میں معلومات جمع کرنے کا عمل ہے۔ واقعات کے بروقت اندراج کے سبب سی آر وی ایس شماریات کا ایک حقیقی ذریعہ بن جاتا ہے۔ اگرچہ سی آر وی ایس مکمل طور پر مخصوص معلومات حاصل کرنے کے لیے وضع کیے گئے سرویز اور مردم شماریوں کی جگہ نہیں لے سکتا، تاہم اس سے ان کے ڈیزائن کے متعلق پتہ چل سکتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں سرکاری شماریات کی پیداوار کے لیے سی

---

[82] امریکن اسٹافنگ ایسوسی ایشن کے اسٹافنگ انڈیکس میں اسٹافنگ کمپنیوں کے بڑے پینل سے موصول ہونے والے عارضی اور معاہداتی ملازمتوں کے ڈیٹا سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

[83] فیڈرل ریزرو بینک آف نیویارک۔

[84] بنڈیس بینک؛ فیڈرل ریزرو بینک آف نیویارک۔

[85] ناؤ کاسٹنگ اہم معاشی اظہاریوں کو اپڈیٹ کرنے کے لیے حالیہ شائع شدہ ڈیٹا کو استعمال کرنے کی مشق کے متعلق ہے، جنہیں خاصے وقفے سے شائع کیا جاتا ہے۔ جیسے حقیقی جی ڈی پی: ماخذ: آئی ایم ایف۔

[86] مثلاً، نوکری جاب اسپیک بھارت میں استعمال ہونے والا ایک ماہانہ اشاریہ ہے جس میں Naukri.com کی ویب سائٹ پر ہر ماہ دی گئی ملازمتوں کی فہرستوں کی بنیاد پر ملازمت پر رکھنے کی سرگرمی کو اخذ کیا جاتا ہے۔ ماخذ: ریزرو بینک آف انڈیا۔

[87] اسٹیٹ بینک آف پاکستان (آئندہ)۔

وی آر ایس کا استعمال عام ہے۔ مثلاً، شماریات سوئیڈن سوئیڈش ٹیکس ایجنسی کی جانب سے فراہم کردہ رجسٹرڈ ڈیٹا کو آبادی کی شماریات کی بنیادوں پر استعمال کرتا ہے۔[88]

تاہم، پاکستان کے معاملے میں کلیدی شماریات جمع کرنا اور ان کا استعمال فی الحال محدود ہے۔ تخمینے کے مطابق پانچ سال سے کم عمر والے تقریباً 42 فیصد بچوں کو سرکاری سطح پر رجسٹر کیا جاتا ہے، اور صرف 36 فیصد کے پاس پیدائش کا سرٹیفکیٹ ہوتا ہے۔ اسی طرح، ملک میں پانچ فیصد سے بھی کم اموات کی رجسٹریشن ہوتی ہے۔ اموات کی مکمل اور درست وجوہات کی رپورٹنگ کا بھی فقدان ہے، جبکہ اسپتالوں میں بیماریوں کی بین الاقوامی درجہ بندی کو اختیار کیا گیا ہے لیکن اسپتال کے عملے میں آگاہی اور تربیت کی کمی کے سبب اس کا استعمال بہت کم ہے۔ اس سے قطع نظر، یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت سی آر وی ایس کی اہمیت سے واقف ہے اور سی آر وی ایس طریقہ کار کو مضبوط بنانے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔[89]

7.4 پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی صورت حال

مذکورہ بالا بحث کے تناظر میں اس سیکشن میں پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی مجموعی ساخت اور بعض بنیادی منسلک چیلنجوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مؤخر الذکر میں قومی دفتر شماریات کی آزادی، این ایس ایس اور شماریاتی ایکو سسٹم میں اشتراک، انتظامی ڈیٹا اور ملک میں شماریات کی مجموعی طلب شامل ہیں۔

بنیادی ساخت

پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی ساخت مرکزی اور غیر مرکزی شماریاتی نظام کے درمیان واقع ثانوی پوزیشن پر کی جاتی ہے۔[90] پاکستان دفتر شماریات کو ملک کے قومی شماریاتی پروگرام یا قومی دفتر شماریات کی مرکزی ایجنسی کی حیثیت حاصل ہے۔ پی بی ایس کو ڈیٹا اور شماریات جمع کرنے اور قومی سطح پر شماریاتی سرگرمیوں میں اشتراک کا مینڈیٹ دیا جاتا ہے۔ اس کا صدر دفتر اسلام آباد میں واقع ہے اور ملک بھر میں اس کے چار صوبائی دفاتر سمیت تمام صوبوں میں 34 فیلڈ دفاتر موجود ہیں۔[91]

پاکستان دفتر شماریات بنیادی اور ثانوی دونوں ذرائع سے ڈیٹا جمع کرتا ہے۔ مثلاً، بنیادی ڈیٹا جمع کرنے کے لیے پاکستان دفتر شماریات مختلف شماریوں کا انعقاد کرتا ہے جیسے آبادی اور مکانات شماری، موضع شماری اور گلہ بانی شماری۔ بنیادی ڈیٹا کا ایک اور بنیادی ذریعہ سروے ہیں، جن میں پاکستان آبادیاتی سروے، پاکستان سماجی اور معیارزندگی کی پیائش اور گھرانوں کا ضم شدہ مربوط معاشی سروے اور افرادی قوت کا سروے شامل ہیں۔ پاکستان دفتر شماریات ڈیٹا کے مختلف مجموعوں جیسے تجارت، پیداواری اشاریے اور سماجی شماریات کے لیے ثانوی ذرائع سے بھی ڈیٹا جمع کرتا ہے جیسے پاکستان کسٹمز، وفاقی وزارتیں اور صوبائی حکومتیں۔[92]

ملک کے قومی شماریاتی نظام میں چار صوبائی دفاترِ شماریات، ہر صوبے میں ایک، اور گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر میں دو شماریاتی سیل شامل ہیں، جنہیں مکمل دفاتر کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔[93] صوبائی دفتر شماریات کے کام میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کو منتقل کیے جانے والے پالیسی محکموں کی شماریات جمع کرنا، مرتب کرنا اور اس کی ترسیل کے ساتھ صوبائی محکموں میں قائم مختلف شماریاتی سیلوں سے اشتراک شامل ہیں۔ پاکستان دفتر شماریات کے ساتھ اپنے ترتیب دیے گئے ڈیٹا پر اشتراک بھی ان صوبائی دفاتر کی ذمہ داری ہے اور یہ وفاق اور صوبائی حکومتوں کے درمیان مختلف قسم کے شماریاتی

[88] شماریات سوئیڈن۔

[89] وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور اصلاحات اور منصوبہ بندی کمیشن۔

[90] پاکستان کنٹری پیپر، اقوام متحدہ۔

[91] پی بی ایس ج؛ پی بی ایس (2023ء)۔

[92] پی بی ایس د۔

[93] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

معاملات پر رابطہ کاری انجام دینے کے علاوہ صوبائی شماریاتی کونسل کے لیے سیکریٹریٹ کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔[94] کا ادارہ جاتی طریقہ کار دیا گیا ہے۔ مزید بر آں، صنعتی شماریات ایکٹ 1942ء میں مختلف قسم کا صنعتی ڈیٹا جمع کرنے کے لیے قانونی فریم ورک دیا گیا ہے۔[96]

پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات دونوں بنیادی طور پر عمومی شماریات تنظیم نو ایکٹ 2011ء (فروری 2022ء تک ترمیم شدہ)[95] کے تحت آپریٹ کرتے ہیں اور یہ ملک میں شماریات کی ترتیب، تجزیے اور ترسیل کی قانونی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس میں پاکستان میں شماریاتی ایجنسیوں کی ساخت اور فرائض بیان کیے گئے ہیں اور پاکستان میں قومی شماریاتی نظام کے مجموعی کام

پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کے علاوہ او پی او ایس کو بھی قومی شماریاتی نظام کے حصے کی حیثیت حاصل ہے (**شکل 7.2**)۔ وہ مختلف وفاقی اور صوبائی وزارتوں اور پالیسی محکموں کے تحت مختلف شماریاتی سیلوں یا تحقیق اور تجزیاتی اکائیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً، وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق کے تحت قائم زرعی پالیسی انسٹی ٹیوٹ "پاکستان کی زرعی شماریات" شائع کرتا ہے، جسے قومی سطح پر زراعت کے ڈیٹا بینک کی حیثیت حاصل ہے،

شکل 7.2

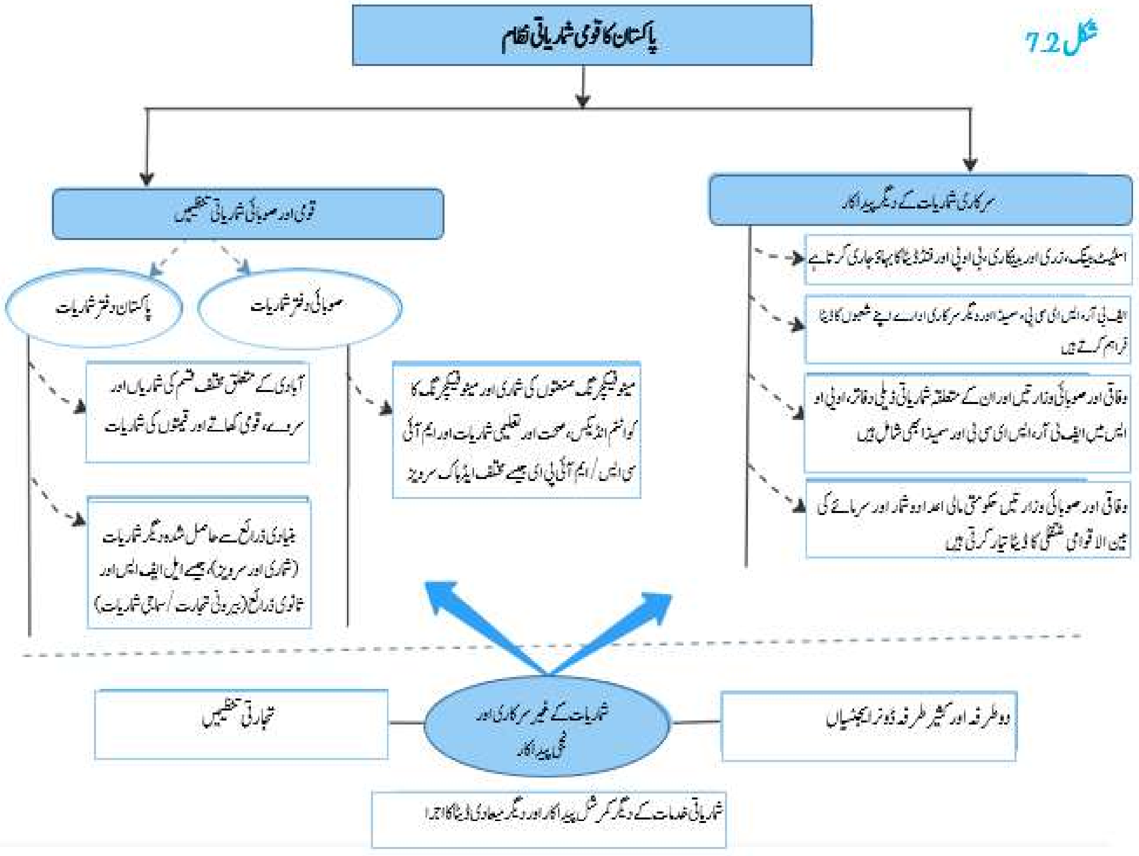

ماخذ: اسٹیٹ بینک نے اس خصوصی باب میں مختلف دستاویزات اور ویب سائٹس کا حوالہ دیا ہے، خصوصاً (الف) ڈیجیٹل ڈیولپمنٹ اسٹریٹجی 30-2021ء، (ب) پی بی ایس ویب سائٹ (www.pbs.gov.pk)، (ج) سندھ دفتر شماریات اور پنجاب دفتر شماریات کی ویب سائٹ۔

[94] پنجاب دفتر شماریات ب: سندھ دفتر شماریات۔

[95] سینٹ آف پاکستان۔

[96] صنعتی شماریات ایکٹ 1942ء۔

پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

اور وزارت صنعت و پیداوار بڑے پیمانے کی مینوفیکچرنگ (ایل ایس ایم) پر ڈیٹا جمع کرتا ہے۔[97]

مزید برآں، فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر)، ٹیکسوں کی صوبائی تنظیمیں اور محکمہ جات، سیکوریٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی)، بینک دولت پاکستان (ایس بی پی) اور نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) اور بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) جیسی رجسٹریز شامل ہیں جو اپنے شعبے سے متعلق ڈیٹا جمع کرتی ہیں اور تعریف کے لحاظ سے یہ ملک کے اوپی اوایس کا حصہ ہیں۔

آخر میں، اگرچہ شماریات کے غیر حکومتی اور نجی پیداکار، جیسے کثیر فریقی ایجنسیاں اور کاروباری ایسوسی ایشنز قومی شماریات پروگرام کا حصہ نہیں ہیں، لیکن انہیں شماریاتی ایکو سسٹم کے اہم حصے کی حیثیت حاصل ہے۔ ایک جانب، وہ جو شماریات ترتیب دیتی ہیں وہ قومی شماریات پروگرام کے فراہم کردہ ڈیٹا پر انحصار کرتا ہے، مثلاً، وہ نمونہ جاتی فریم کے لیے پاکستان دفتر شماریات پر انحصار کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پی بی ایس پاکستان کے نمونہ جاتی فریموں کا محافظ ہے اور اسے تمام قومی اور بین الاقوامی اداروں، محکموں، ایجنسیوں کو عالمی معیارات کے مطابق سروے اور شماریوں کے انعقاد کے لیے تعاون فراہم کرنے کا مینڈیٹ دیا گیا ہے۔[98] دوسری جانب، ڈیٹا کے غیر سرکاری اور نجی پیداکار بھی این ایس ایس کو رسد کا ڈیٹا فراہم کرتے ہیں۔[99] مزید برآں، شماریاتی خدمات کے کمرشل فراہم کنندگان بھی پاکستان میں اسٹارٹ اپ اور ایکویٹی کے منظرنامے جیسے ڈیٹا کی فراہمی کے ذریعے مجموعی شماریاتی نظام میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔

قومی دفتر شماریات کی آزادی

قومی دفتر شماریات پر عوامی اعتماد کے لیے شماریاتی تنظیم کی پیشہ ورانہ آزادی کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے؛ قومی شماریات پر اقوام متحدہ کے بنیادی اصولوں کے تحت شماریاتی ایجنسیوں کے لیے ضروری ہے کہ غیر جانبداری سے ڈیٹا ترتیب دیں اور اسی لحاظ سے اس کو شائع کریں۔[100] لہٰذا، اتنا کافی نہیں ہے کہ قومی دفتر شماریات صرف قانونی بنیاد کے تحت آزاد ہو بلکہ عوام کی جانب سے بھی وسیع پیمانے پر اسے سمجھا اور تسلیم کیا جائے۔[101] تحقیقی مواد سے پتہ چلتا ہے کہ قومی دفاتر شماریات صرف اسی صورت میں آزاد ہوتے ہیں، جب وہ منصوبہ بندی، خزانہ، صنعتوں یا کسی اور ایسی وزارت کو رپورٹنگ نہ کر رہے ہوں، جیسے پالیسی سازی کے وقت یا ان پالیسیوں کی کارکردگی کے جائزے کے وقت شماریات درکار ہوں تاکہ وہ اپنی پالیسیوں کو تقویت دے سکے۔[102]

مختلف ممالک نے اپنے قومی دفاترِ شماریات کی آزادی کو تقویت دینے کے لیے متعدد اصلاحات کی ہیں۔ مثلاً، 2007ء میں برطانیہ نے ایک قانون منظور کیا جو اس کے قومی دفتر شماریات کی آزادی کو قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے اور اس کے تحت ایک آزاد بورڈ تخلیق کیا گیا جو یو کے شماریاتی اتھارٹی (یو کے ایس اے) کے نام سے مشہور ہے۔ یو کے ایس اے ایک کارپوریٹ ادارہ[103] ہے جو غیر وزارتی محکمے کے طور پر کام کرتا ہے اور جو براہ راست برطانوی پارلیمنٹ کو رپورٹ کرتا ہے؛ اس کا قانونی مقصد اس کی تعریفوں، طریقوں، درجہ بندیوں اور معیارات کو وضع کرنے اور دیکھ بھال سمیت سرکاری شماریات کی پیداوار اور اشاعت کو فروغ اور تحفظ دینا ہے۔[104]

---

[97] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

[98] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

[99] مثلاً، پاکستان آٹو موبائل مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن، پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن، اور پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن جیسی تجارتی تنظیمیں پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کو ڈیٹا فراہم کرتی ہیں۔

[100] اقوام متحدہ (2015ء)۔

[101] ڈی ٹی ہولٹ (2008ء)؛ وفاقی شماریاتی ایجنسی کے لیے اصول اور روایات (2017ء)۔

[102] سی ڈبلیو ہاورڈ (2021ء)۔

[103] ایک کارپوریٹ ادارہ ایک ایسی تنظیم ہوتی ہے جیسے کمپنی یا حکومت جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ اس کے اپنے قانونی حقوق اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔

[104] برطانوی شماریاتی اتھارٹی، سیکشن 9، شماریات اور رجسٹریشن سروس ایکٹ 2007ء۔

اسی طرح کرغیزری پبلک میں قومی شماریات کمیٹی (این ایس سی) کو اپنا کام براہ راست کانگریس اور سرکاری اداروں کو پیش کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔[105] این ایس سی کے سربراہ کی تعیناتی صدر کرتا ہے اور وہ صدر کو ہی رپورٹ کرتا ہے، جس سے وزارتوں اور مختلف پالیسی محکموں کی عدم مداخلت کو یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے۔ مزید برآں، امریکہ جیسے بہترین طریقوں پر عمل کرتے ہوئے کرغیزری پبلک میں این ایس سی کے سربراہ کی تقرری اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ انتظامیہ کی میعاد سے مختلف ہوتی ہے، جس سے شماریاتی ادارے کی پیشہ ورانہ آزادی کے عنصر کو تقویت ملتی ہے۔[106]

کینیڈا کا قومی دفتر شماریات، شماریات کینیڈا (ایس سی) وزارت اختراع، سائنس اور اقتصادی ترقی[107] کو رپورٹ کرتا ہے اور قانون سازی کے تحت چیف ماہر شماریات، سربراہ دفتر قومی شماریات، کو بااختیار بنایا گیا ہے کہ وہ ایس سی کی آزادی یقینی بنائے۔ ایس سی میں چیف ماہر شماریات کو ڈیٹا جمع کرنے، ترتیب دینے، جاری کرنے، طریقوں، سرکاری شماریات کے کام کے منصوبوں اور کسی بھی قسم کے دیگر قواعد یا ہدایات کے بارے میں فیصلے کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ مزید برآں، قانون کے تحت ضروری ہے کہ چیف ماہر شماریات کو طریقوں اور آپریشنز کے بارے میں کسی بھی قسم کی وزارتی ہدایات کو کینیڈا کی پارلیمنٹ میں تحریری شکل میں پیش کیا جائے، جبکہ چیف ماہر شماریات کے آفس کو شماریاتی پروگراموں پر عملدرآمد سے پہلے وزارتی ہدایات کو تحریری شکل میں دینا اور عوام کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔[108]

اس کے مقابلے میں پاکستان دفتر شماریات مختلف تنظیمی شکلوں اور رپورٹنگ لائنز کے ارتقائی عمل سے گزرا ہے جن میں ابتدائی برسوں میں وزارت اقتصادی امور ڈویژن اور وزارت داخلہ شامل ہیں۔ حتیٰ کہ قومی دفتر شماریات ایک الگ شماریاتی ڈویژن کو رپورٹ کررہا تھا، جبکہ یہ ڈویژن خود خزانہ یا منصوبہ بندی کی وزارتوں کا حصہ رہا تھا۔ جی ایس آر ایکٹ 2011ء میں فروری 2023ء کی ترمیم کے مطابق اپنی حالیہ شکل میں پاکستان دفتر شماریات وزارت منصوبہ بندی ترقی اور خصوصی اقدامات سے منسلک ایک شعبہ ہے، جبکہ ایکٹ میں اسے وزارت خزانہ، محصولات اور اقتصادی امور اور شماریات کے ایک منسلک محکمے کا درجہ دیا گیا تھا (**شکل 7.3**)۔[109] پاکستان دفتر شماریات کی طرح صوبائی دفتر شماریات بھی صوبائی منصوبہ بندی اور ترقی کے منسلک محکموں کے طور پر کام کررہے ہیں۔

جی آر ایس ایکٹ 2011ء میں پاکستان دفتر شماریات کے اختیارات اور فرائض اور مجموعی سمت، انتظام، کنٹرول اور نگرانی کے اختیارات گورننگ کونسل کو تفویض کیے گئے ہیں۔ گورننگ کونسل کی صدارت وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات کے وزیر کے پاس ہوتی ہے جبکہ وائس چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کمیشن کے عہدے پر فائز شخص ہوتا ہے۔ گورننگ کونسل کے دیگر عہدیداروں میں وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات کے سیکریٹری اور پاکستان دفتر شماریات کے چیف ماہر شماریات شامل ہوتے ہیں جو گورننگ کونسل کے سیکریٹری کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ مزید برآں، اس میں نجی شعبے کے چار اراکین شامل ہوتے ہیں، جن کی تقرری وفاقی حکومت کرتی ہے۔[110] گورننگ کونسل کے فیصلے اکثریتی ووٹ سے کیے جاتے ہیں، جبکہ مساوی ووٹوں کی شکل میں چیئرمین کا ووٹ کاسٹنگ ووٹ شمار ہوتا ہے۔

اگرچہ پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) کے چیف ماہر شماریات کو گورننگ کونسل کی رہنمائی کے تحت پاکستان دفتر شماریات کی سرگرمیوں کی نگرانی، جانچ اور انتظامی امور کے جائزے کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ تاہم دراصل یہ وزارت منصوبہ بندی کی زیر صدارت اور وائس چیئرمین کے تحت قائم گورننگ کونسل ہے جسے پی بی ایس کی مینجمنٹ اور انتظامی امور کی رہنمائی اور نگرانی، کام کے منصوبوں کے جائزے اور منظوری، وفاقی حکومت کو بجٹ

[105] ایس خواجہ، ٹی کے موریسن (2002ء)۔
[106] ایس خواجہ، ٹی کے موریسن (2002ء)۔ وفاقی شماریاتی ایجنسی کے لیے اصول اور روایات (2017ء)۔
[107] شماریات کینیڈا افیس رپورٹ، مالی سال 22-2021ء۔
[108] حکومت کینیڈا؛ سیکشن (1) 4.2، شماریات ایکٹ آر ایس سی۔ 1985ء سی۔ ایس 19۔
[109] سیکشن 6 کی ترمیم، آرڈیننس نمبر 2011ء کا XIV (فروری، 2022ء تک ترمیم شدہ)؛ عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء۔
[110] سیکشن 5 اور 6، عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

تجاویز دینے اور کام کے منصوبوں اور مقاصد کے مطابق پی بی ایس کے روزمرہ کاروباری امور اور فرائض کی انجام دہی کے لیے کمیٹیاں تشکیل دینے کے اختیارات حاصل ہیں۔[111] انجام دیتی ہے، جس سے اعادے اور جواب گزاروں کا بوجھ کم ہونے کے ساتھ کثیر ذرائع سے ڈیٹا کی توثیق کے ذریعے لاگت کی کارکردگی اور شماریات کے معیار میں اضافہ ہوتا ہے۔[112]

قومی شماریات پروگرام میں اشتراک اور شماریاتی ایکو سسٹم

کسی ملک کے قومی شماریاتی پروگرام میں پائیداری اور کارکردگی کے حصول کے لیے بنیادی اجزا میں سے ایک مختلف شماریاتی ایجنسیوں کے درمیان مؤثر اشتراک ہوتا ہے، اس میں جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی ہے قومی دفاتر شماریات اور او پی او ایس شامل ہوتے ہیں۔ پاکستان جیسے عدم مرکزیت پر مبنی شماریاتی نظاموں میں ایسے اشتراک کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے تاکہ این ایس ایس میں انتظامی ڈیٹا کی فراہمی کے بڑھتے ہوئے حصے میں ہم آہنگی کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس میں معیار بندی کو بھی یقینی بنایا گیا ہے جو شماریات کو عالمی اور قومی سطح پر موازنے کے قابل بناتی ہے۔ یہ مربوط شماریات کی سمت پہلے قدم کا کام

اشتراک کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قومی شماریاتی نظاموں میں جو بہترین روایات اختیار کی جاتی ہیں، ان میں اشتراک کے لیے ایک الگ ادارہ یا دیگر باضابطہ ادارہ جاتی طریقہ کار موجود ہوتا ہے۔ مثلاً، فلپائن میں قومی شماریات اشتراک بورڈ (این ایس سی بی) کو ملک کے این ایس او سے الگ شماریاتی مسائل پر اشتراک کرنے والے ادارے کی حیثیت سے قائم کیا گیا۔ این ایس سی بی بنیادی طور پر ایک وفاقی ادارہ ہے، جس میں ملک کی مختلف شماریاتی ایجنسیوں اور او پی او ایس کی نمائندگی کے ساتھ نجی شعبے اور مقامی حکومت کی نمائندگی بھی ہوتی ہے۔ ضمنی قومی سطح پر این ایس سی بی کے فرائض اس کے علاقائی ڈویژنوں کے ذریعے انجام دیے جاتے ہیں۔[113]

شکل 7.3: پاکستان کے قومی دفتر شماریات کی مختصر تاریخ

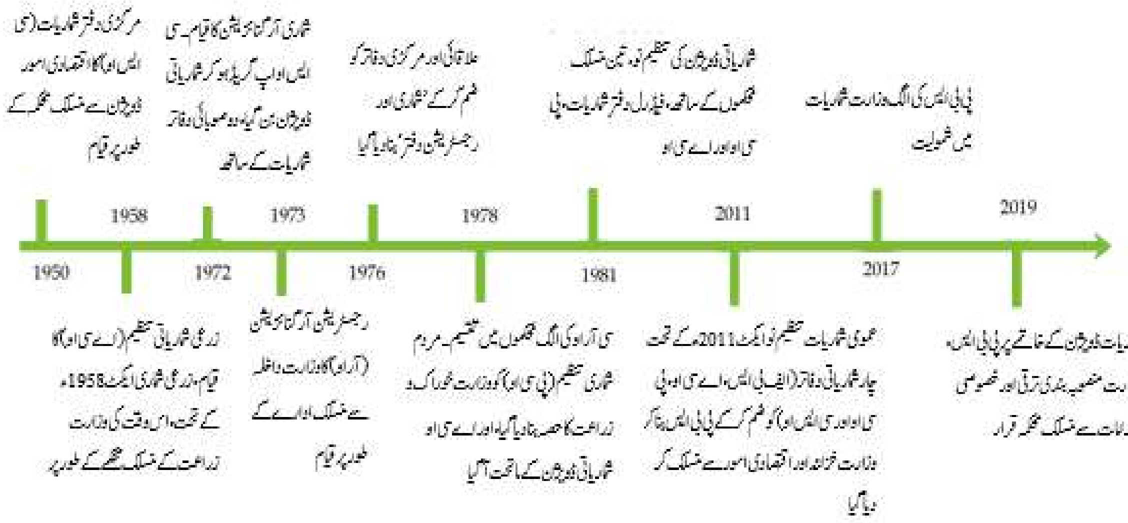

Source: Pakistan Bureau of Statistics website Information on the Statistics Division of the Governmentof Pakistan (https://unstats.un.org/unsd/dnss/docViewer.aspx?docID=51#start accessed on May 27, 2023); Introduction Bureau of Statistics , Punjab (bos.gop.pk); UN website. (https://unstats.un.org/unsd/dnss/SearchResults.aspx); S.R.O. 82 (KE), 2018, Notification August 2, 2018, The Gazette of Pakistan, Part II, Ministry of Statistics, Statistics Division, Islamabad; PBS

---

111 سیکشن 8 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

112 یو این ایف پی او ایس، اصول 8: ایس خواجہ، ٹی کے مورین (2002ء)؛ اقوام متحدہ ای ایس سی اے پی؛ ایف اے او (2014ء)۔

113 ایم پی سرور (2018ء)؛ اقوام متحدہ شماریاتی ڈویژن۔

چین میں شماریاتی امور میں تعاون کے لیے کوئی الگ ادارہ موجود نہیں ہے لیکن قومی دفتر شماریات (این بی ایس) نے مختلف وزارتوں کے ساتھ ڈیٹا جمع کرنے اور ترسیل کے لیے مختلف پروٹوکولز پر دستخط کیے ہیں، جنھیں طریقہ کار کے مؤثر چلنے کے لیے باقاعدگی سے اپڈیٹ کیا جاتا ہے۔ چین کے شماریاتی قانون کے مطابق متعلقہ وزارتیں جمع شدہ ڈیٹا استعمال کرتی ہیں جو این بی ایس سے منظور شدہ ہوتا ہے، لہٰذا متعلقہ وزارت کی جانب سے شائع کیا جانے والا تمام ڈیٹا سرکاری ڈیٹا کا حصہ ہوتا ہے اور اس کی ترسیل مناسب کوالٹی کنٹرول کے تقاضوں کے مطابق کی جاتی ہے۔ اس سے ڈیٹا کے مجموعوں کی معیار بندی کو یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے۔[114]

دیگر وزارتوں اور سرکاری اداروں کے ساتھ اعدادوشمار جمع کرنے اور ان کی ترسیل جیسے قانونی یا باضابطہ سمجھوتے جیسے طریقے رومانیہ میں بھی رائج ہیں۔ شماریاتی اتھارٹی سے تعاون کے لیے ایک الگ شماریاتی کونسل کی موجودگی کے باوجود رومانیہ کے قومی دفتر شماریات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسٹیٹس اسٹکس اینڈ اکنامکس اسٹڈیز، نے دیگر شماریاتی ایجنسیوں اور وزارتوں کے ساتھ باضابطہ سمجھوتے کر رکھے ہیں، جو ایسا ڈیٹا تخلیق کرتے ہیں جن سے ان دونوں اداروں کے درمیان ورکنگ تعلقات کے مؤثر تسلسل میں مدد ملتی ہے۔[115]

ایسے معاملات میں جہاں پر مختلف شماریاتی ایجنسیوں سے تعاون کے لیے کوئی الگ ادارہ موجود نہیں ہوتا، وہاں پر بہترین عالمی روایات کے مطابق قومی شماریاتی پروگرام یا نامزد شماریاتی ایجنسی کے پاس ایک واضح قانونی مینڈیٹ، دیگر تمام شماریاتی ایجنسیوں کی نمائندگی، اور واضح دائرہ کار ہوتا ہے جس کے ذریعے شماریاتی ایجنسیوں کے درمیان اشتراک یقینی بنایا جاتا ہے۔ مثلاً، عدم مرکزیت کی بلند سطح پر مبنی شماریاتی نظام کے حامل ملک امریکہ میں دی آفس آف منیجمنٹ اینڈ بجٹ (او ایم بی) کو امریکی وفاقی شماریاتی نظام سے تعاون کرنے کا قانونی مینڈیٹ دیا جاتا ہے۔ اس کے تحت یہ فریضہ چیف ماہر شماریات کو دیا جاتا ہے، جو شماریاتی پالیسی پر انٹر ایجنسی کونسل کی صدارت کرتا ہے، جس میں تمام شماریاتی ایجنسیوں کی نمائندگی موجود ہے۔ عام خدشات اٹھانے اور ان متعلقہ کمیٹیوں کی سفارشات کو تمام ایجنسیوں کے لیے باضابطہ ہدایات کے طور پر جاری کیا جاتا ہے۔[116]

پاکستان میں جی آر ایس 2011ء میں پاکستان دفتر شماریات کو تصورات کی معیار بندی اور ہم آہنگی، سرکاری شماریات کی تعریفوں اور درجہ بندیوں سمیت پاکستان میں سرکاری شماریات کے فریضے کی انجام دہی کے لیے اصولوں کی تشکیل، تجویز اور نفاذ کا کام تفویض کیا گیا ہے۔ اسے ملک کے قومی شماریاتی نظام میں اعادے میں کمی، اور آزاد نگرانی، قدر پیمائی اور شماریات اور قومی شماریاتی پروگرام کے جائزے سمیت شماریاتی سرگرمیوں کی مجموعی ضابطہ کاری اور اشتراک کا فریضہ سونپا گیا ہے۔[117] یہ انٹر ایجنسی اور ایکسپرٹ گروپ برائے پائیدار ترقیاتی مقاصد کے اظہاریوں کے رہنما اصولوں سے بھی ہم آہنگ ہے، جس میں قومی شماریاتی پروگرام سے لے کر قومی دفتر شماریات[118] کے درمیان اشتراک کے کردار کو تفویض کیا گیا۔ صوبائی دفتر شماریات کو صوبوں کے لائن محکموں میں صوبائی سطح پر یہی کام کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔[119]

تاہم، شماریاتی تنظیموں کی اندرونی سطح اور ان کے درمیان اشتراک کا نظام کمزور ہے۔[120] اگرچہ قومی شماریات پروگرام میں اشتراک کی ایک سطح موجود ہے جیسے بڑی مردم شماری، سروے اور اہم اظہاریے،[121] تاہم یہ روابط ایڈہاک بنیادوں پر استوار ہیں۔ قبل ازیں جن بہترین روایات پر بحث کی جاچکی

[114] ایس خواجہ، ٹی کے مورلیسن (2002ء)۔

[115] ایس خواجہ، ٹی کے مورلیسن (2002ء)۔

[116] وفاقی شماریاتی ایجنسی کے لیے اصول اور روایات (2017ء)۔

[117] سیکشن 4 اور 8، عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

[118] پی بی ایس (2020ء)۔

[119] سیکشن 20 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

[120] پی بی ایس (2020ء)۔

[121] آئی ایم ایف د۔

ہے کہ اشتراک کے لیے کوئی مستقل ادارہ جاتی اور قانونی مینڈیٹ کے حامل پلیٹ فارم موجود نہیں ہیں۔ تاہم جیسا کہ پچھلے سیکشن میں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ جی سی کے پاس کسی صوبائی دفتر شماریات یا اوپی او ایس کی عہدیدارانہ رکنیت نہیں ہے۔ سرویز کے کیلنڈر اور وضاحتوں اور درجہ بندیوں میں فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ صورت حال موازنے کے مسائل پیدا کرتی ہے۔[122]

قومی اور صوبائی سطح پر استعمال کنندگان کی کونسل کی حالت بھی ایسی ہے۔ جی آر ایس 2011ء کے تحت مختلف فرائض کی انجام دہی کے لیے استعمال کنندگان کی کونسلوں کی تشکیل ضروری ہے جن میں شماریات سے متعلق پالیسیوں اور آپریشنز پر اشتراک، شماریاتی مسائل کو حل کرنا اور اعادے اور فرق میں کمی شامل ہیں۔[123] وفاقی سطح پر نیشنل یوزرز کونسل کا اعلان کیا جاچکا ہے، تاہم دسمبر 2020ء[124] تک اس کا کوئی اجلاس منعقد نہیں ہوا، جبکہ دسمبر 2020ء اور دسمبر 2022ء کی مدت کے لیے پی بی ایس کے سرکاری نیوز لیٹر کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ اس مدت کے بعد بھی کونسل کا اجلاس منعقد نہیں ہوا ہے۔[125] اسی طرح، دسمبر 2020ء[126] تک صوبائی سطح پر یوزر کونسل کا اعلان نہیں کیا گیا ہے اور عام معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ جون 2023ء تک ان کا اعلان نہیں ہو سکا تھا۔

واضح رہے کہ پاکستان دفتر شماریات کے یوزر کونسل کی عہدیدارانہ رکنیت وفاقی یا ذیلی قومی سطح پر واضح طور پر درج نہیں ہے۔[127] اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کے درمیان ختم کیے گئے ادارے قومی شماریاتی کونسل کے خطوط پر تعاون کا کوئی مستقل فورم موجود نہیں ہے، جہاں پر صوبائی دفتر شماریات اپنے خیالات اور منصوبوں کا تبادلہ کر سکے۔ پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کے لیے اشتراک کے پلیٹ فارم کی تخلیق ضروری ہے جن میں دیگر شماریاتی ایجنسیوں کی نمائندگی ہو، جبکہ اس کے ساتھ ملک بھر میں ڈیٹا کے استعمال کنندگان اور پیداکاروں کی کونسل کی موجودگی بھی ضروری ہے۔[128] اس طرح اشتراک میں بہتری آئے گی، کیونکہ پیداکاروں کی کونسل جامع فریم ورک کی تیاری کے ذریعے ڈیٹا کو مربوط بنانے کے لیے کام کرے گی تاکہ عام چیلنجوں کی معیار بندی اور حل کو یقینی بنایا جاسکے۔ اگرچہ ملک کا قومی شماریاتی پروگرام بین الاقوامی امدادی ایجنسیوں کی ضروریات پوری کررہا ہے، مذکورہ مسائل اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ پالیسی سازوں اور دیگر ملکی فریقوں کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مطابق اس کے ردعمل اور موزونیت میں خاصی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔[129]

انتظامی ڈیٹا

حکومتی ریکارڈز کی بڑھتی ہوئی ڈیجیٹلائزیشن اور حکومتی محکموں اور سرکاری شعبے کے تخصیصی اداروں کے انتظامی اور پالیسی وظائف میں آئی سی ٹی کے استعمال کے سبب دنیا بھر کے قومی دفاتر شماریات نے سرکاری شماریات مرتب کرنے کے لیے انتظامی ڈیٹا کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اگرچہ انتظامی ڈیٹا ہمیشہ شماریات کے سرویز اور شماریوں جیسے روایتی شماریاتی ذرائع کا متبادل نہیں ہوتا، تاہم یہ ٹیکسوں، آبادی، صحت، تعلیم، پنشن، افرادی قوت، موٹر گاڑیوں، تعمیرات اور ریاستی منڈیوں سمیت معیشت کے مختلف شعبوں کے ماہانہ رجحانات سے متعلق قابل قدر بصیرت فراہم کرتا ہے۔ ایک تیزی سے بدلتے ہوئے معاشی ماحول میں معلومات کی بروقت فراہمی

---

122 مثلاً، کثیر اظہاریہ کلسٹر سرویز (ایم آئی سی ایس) صوبوں کی جانب سے مختلف برسوں میں انجام دیا جاتا ہے۔

123 سیکشن 13 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

124 پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

125 پی بی ایس ہ۔ پی بی ایس کی ویب سائٹ پر دسمبر 2020ء تا دسمبر 2022ء کی مدت تک کا نیوز بلیٹن دستیاب ہے۔

126 پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

127 سیکشن 12 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔۔

128 پاکستان دفتر شماریات و۔

129 پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

کے علاوہ انتظامی ڈیٹا سے روایتی ذرائع کے لیے نمونہ فریموں اور شماریاتی کوریج میں بہتری آتی ہے۔[130]

خصوصاً، انتظامی ڈیٹا کی تین اہم خصوصیات اسے جدید قومی شماریاتی نظام کا ایک لازمی جزبنادیتی ہیں۔ پہلا، یہ وافر معلومات فراہم کرتے ہیں، جو صرف تخمینوں کے بجائے کاروباری اداروں، مارکیٹوں اور افراد کے بارے میں جزوی سطح پر اکثر تقریباً حقیقی معلومات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ دوسرا، یہ بلند تعدد کی حامل ہوتی ہیں، سہ ماہی اور ماہانہ سے لے کر ہفتہ وار اعدادوشمار تک۔ تیسرا، یہ باضابطہ شعبے کی جامع کوریج فراہم کرنے کے ساتھ ڈیٹا کی مثلثی تقسیم اور توثیق کے ذریعے بے ضابطہ ہونے کے مسئلے سے نمٹنے میں حکام کی مدد بھی کررہے ہیں۔[131]

انتظامی ڈیٹا شماریات کی وسیع رینج میں توسیع کرسکتا ہے۔ مثلاً، صحت، تعلیم اور بہبود کے انتظامی ریکارڈ کو قومی کھاتوں کے حوالے سے اخراجات کی جانچ کے علاوہ متعلقہ پالیسیوں کے اثرات کی جانچ میں اس کی موزونیت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح، جیسا کہ برطانیہ میں کیا جاتا ہے، آبادی کا انتظامی ڈیٹا سی آر وی ایس اور ہجرت کے شماریات مردم شماری کی شماریات کو آگاہ کرسکتے ہیں۔[132]

مختلف انتظامی ریکارڈ کے ایک دوسرے سے اور ٹیکس ڈیٹا سے ارتباط اور انضمام ڈیٹا کی توثیق اور مثلثی تقسیم کے ذریعے پالیسی بصیرت کی پیشکش کرسکتا ہے۔ مثلاً، شماریات نیوزی لینڈ کا مربوط ڈیٹا انفراسٹرکچر آمدنی (آئی ڈی آئی)، فوائد، ہجرت، صحت اور تعلیم جیسے زندگی کے انفرادی واقعات پر مبنی گمنام ڈیٹا فراہم کرتا ہے۔ اس میں طولانی بزنس ڈیٹا بیس (ایل بی ڈی) بھی شامل ہے جس میں زراعت کاروباری مالی امور اور روزگار جیسے موضوعات پر معلومات دستیاب ہوتی ہیں۔[133] ایل بی ڈی اور آئی ڈی آئی دونوں ہی ٹیکس ڈیٹا کے ذریعے منسلک ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت بہم پہنچاتے ہیں۔ دیگر مثالوں میں کینیڈا کا طولانی انتظامی ڈیٹا بینک، ایک تحقیقی آلہ جو گھرانوں، خاندان، آمدنی، ہجرت، پنشنوں، اخراجات اور ٹیکسوں جیسی معلومات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسی طرح، افرادی قوت کی تحقیق کے لیے ڈنمارک شماریات کا مربوط ڈیٹا بیس انفرادی سطح پر کام کے مقامات پر ڈیٹا فراہم کرتا ہے، جسے نقل و حرکت، کمپنیوں کی جانب سے روزگار کے مواقع کی تخلیق اور افراد اور کمپنیوں کے درمیان لنک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔[134]

قومی کھاتوں کے ڈیٹا میں استعمال کی وجہ سے ٹیکسوں کے ریکارڈ کا استعمال خاص طور پر مفید ہے، جیسے قدر اضافی سیلز ٹیکس کے ذریعے نئی صنعتوں اور کاروباری ماڈلز کا پتہ لگانے اور خام قدر اضافی کے لیے درکار وساطتی صرف کے بہتر تخمینوں سے۔ مثلاً، بروقت ٹیکس ڈیٹا کے بہاؤ کو حالیہ اور ساکن قیمتوں پر جی ڈی پی مرتب کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ گیمبیا میں این ایس او اور ٹیکس حکام کے درمیان اشتراک بزنس رجسٹر کی تیاری اور سہ ماہی جی ڈی پی کے تخمینوں کو مرتب کرنے کے قابل بنارہا ہے۔[135]

پاکستان میں بھی این ایس او اور این ایس ایس کے لیے مربوط نظام کے ذریعے انتظامی ڈیٹا کے استعمال سے استفادے کے مواقع موجود ہیں۔ پاکستان کے پاس انتظامی ڈیٹا کے کثیر ذرائع موجود ہیں۔ ان میں نادرا (سول رجسٹری)، بی آئی ایس پی (سماجی رجسٹری)، ایس ای سی پی (کمپنی رجسٹری)، ہائر ایجوکیشن کمیشن اور مختلف بورڈز میں تعلیمی ریکارڈ، ایف بی آر (ٹیکس ڈیٹا)، ٹیکسوں کے اداروں کا ریکارڈ جو خدمات پر جی ایس ٹی، وہیکل رجسٹریشن ریکارڈ، سندھ اور پنجاب میں خودکار لینڈ ریکارڈ کے ساتھ ساتھ ملکیت کی رئیل اسٹیٹ منتقلی کے لیے ای اسٹیمپ وغیرہ شامل ہیں۔[136]

---

130 ڈی پی چیونگ (2008ء)۔

131 پی بچاس، اے جینسن (2022ء)۔

132 ایل ریواس، جے کرولی؛ آئی کرزمان، بی ٹیسوٹ (2021ء)۔

133 شماریات نیوزی لینڈ۔

134 شماریات کینیڈا ج؛ شماریات ڈنمارک۔

135 ایل ریواس، جے کرولی (2018ء)۔

136 پاکستان دفتر شماریات (2020ء)؛ سندھ بورڈ آف ریونیو؛ پنجاب بورڈ آف ریونیو۔

مثلاً، روایتی ذرائع کے ساتھ انتظامی ریکارڈ کا ایک ایسا ارتباط پاکستان دفتر شماریات اور ٹیکس حکام کے درمیان اشتراک سے پیدا ہو سکتا ہے، خصوصاً، ساتویں مکانات اور آبادی شماری کے ذریعے۔ ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ مردم شماری ڈیجیٹل طور پر منعقد کی گئی ہے جس کے ذریعے پاکستان دفتر شماریات نے معاشیات شماری کے فریم کی تیاری کے لیے ڈیٹا کو مربوط بنایا ہے۔[137] ٹیکس حکام، ایف بی آر اور خدمات پر جی ایس ٹی کے لیے صوبائی ٹیکس کے اداروں کے ساتھ ایس ای سی پی اور ایسوسی ایشن آف پرسنز اور شراکت داری فرموں کا ریکارڈ رکھنے والے ضلعی دفاتر مشترکہ طور پر بزنس رجسٹر برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے پاکستان دفتر شماریات ڈیٹا کے معیار، صنعت کی درجہ بندی، ہم آہنگی اور معیار بندی پر رہنمائی فراہم کرسکتے ہیں، جبکہ ٹیکس حکام، ایس ای سی پی اور ضلعی دفاتر اپنا متعلقہ ڈیٹا فراہم کرسکتے ہیں۔ اس سے پاکستان دفتر شماریات کو اپنے نمونہ جاتی فریموں کو باقاعدگی سے اپڈیٹ کرنے، کاروباری چکروں کی نگرانی اور سہ ماہی قومی کھاتوں کی تیاری کے لیے مفید معلومات کے حصول میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے ساتھ، اس سے ٹیکس حکام کو معاشی تنصیبات کے geo-tagged کلسٹروں کے تجزیہ کے ذریعے اپنی ٹیکس بنیاد کو وسعت دینے میں مدد ملے گی، جو مردم شماری کے نتائج کو حتمی شکل دینے کے بعد پاکستان دفتر شماریات کو حاصل ہوں گی۔[138]

تاہم، متعدد عوامل کی وجہ سے یہ مواقع محدود ہیں۔ پہلا، ملک میں سرکاری شعبے کے کچھ اداروں اور پالیسی محکموں کے علاوہ انتظامی محکمہ جات اور وزارتیں اپنے شماریاتی فرائض کو کم ترجیح دیتی ہیں، جس کا نتیجہ پرانے، غیر خودکار انتظامی طریقوں اور ریکارڈ کیپنگ کی صورت میں نکلتا ہے۔ دوسرا، جیسا کہ پچھلے سیکشن میں بحث کی جا چکی ہے کہ پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی نمایاں خصوصیت پی بی ایس اور صوبائی دفاتر شماریات کے ساتھ ساتھ شماریات کے دیگر پیداکاروں اور استعمال کنندگان کے درمیان کمزور اشتراک ہے۔ اشتراک کے بغیر اگر ڈیٹا کے مجموعوں کو خودکار بھی بنادیا جائے، تب بھی ان میں معیار بندی اور ہم آہنگی کا فقدان ہو سکتا ہے۔

تیسرا، قومی شماریاتی پروگرام کی ضابطہ کاری کرنے والے قانونی ضوابطی فریم ورک کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ دیگر کئی ممالک کی طرح[139] ڈیجیٹائز انتظامی ڈیٹا کا انتظام چلانے کا مینڈیٹ قانون میں موجود نہیں ہے اور قانون میں یہ بات بھی واضح طور پر موجود نہیں ہے کہ مختلف شماریاتی ایجنسیوں کے درمیان انتظامی ڈیٹا کا تبادلہ کیا جائے۔ شماریاتی قانون سازی میں بھی ڈیجیٹائزیشن، بگ ڈیٹا کے اثرات یا شماریاتی آڈٹ کے قواعد کو شامل نہیں کیا گیا، جو سرکاری شماریات کے لیے انتظامی ڈیٹا اور کمرشل ڈیٹا کو استعمال کرنے کے وقت ڈیٹا کے معیار کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ ملک میں سارے شماریاتی انفراسٹرکچر کا احاطہ کرنے کے لیے قانون میں زیادہ توجہ ملک کی مرکزی شماریاتی ایجنسی پر مرکوز کی گئی ہے۔

چوتھا، اگرچہ جی ایس آر 2011ء میں شماریات کو خفیہ رکھنے اور رازداری یقینی بنانے کی واضح دفعات موجود ہیں[140] جن میں سروے کے جواب گزاروں کے جوابات، اور دیگر شماریاتی معلومات شامل ہیں، تاہم قانونی فریم ورک میں کوڈ آف پریکٹس جیسے معاون فریم ورک اور ڈیٹا کے تبادلے کے قوانین جیسے دیگر معاون قانونی فریم ورک کی کمی پائی جاتی ہے۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ڈیٹا کے تبادلے کی کامیاب روایات میں رازداری کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ ڈیٹا کے کامیاب تبادلے کا انحصار معاون قانونی فریم ورکس جیسے ڈیٹا کے تحفظ کے قوانین اور کوڈز آف پریکٹس، جن میں ڈیٹا اور سائبر سیکورٹی، ڈیٹا کی گمنامی، آئی سی ٹی نظاموں کی ہم آہنگی، ڈیٹا کی معیار بندی، مشق کے پروٹوکولز اور ایک دوسرے سے تبادلے سمیت مختلف شعبوں میں اقدامات اور گریز کی وضاحت کی گئی ہو۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ ان عناصر کی قانونی بنیادوں پر استوار ہوں نہ کہ این ایس اور انتظامی اداروں کے مابین مفاہمت کی یادداشتوں پر مشتمل ہوں کیونکہ اس میں ناکامی کی صورت میں خصوصاً ٹیکس حکام پر عوامی اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔[141]

---

[137] پاکستان دفتر شماریات ژ۔

[138] پاکستان دفتر شماریات ح۔

[139] ایل ریواس، جے کرولی (2018ء)۔

[140] سیکشن 28 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

[141] ایل ریواس، جے کرولی (2018ء)۔

قومی شماریاتی نظام کی طلب

سرکاری شماریات کی طلب شماریات اور این ایس ایس میں بہتری لانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ سرکاری شماریات اور ایک متحرک شماریاتی نظام کی مناسب طلب (**باکس 7.1**)، خصوصاً معیشت میں سرکاری اور نجی شعبے کے فریقوں کی جانب سے، نامناسب شماریاتی پیداوار پر منتج ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ وسائل کی مشکلات اور کمزور شماریاتی نظاموں کی صورت میں نکلتا ہے۔[142]

یہ اس وسیع طور پر قبول شدہ خیال کا اعتراف ہے کہ بیشتر ممالک کے قومی دفاتر شماریات میں یوزر کونسلیں موجود ہوتی ہیں اور وہ استعمال کنندہ کے اطمینان کے سرویز کا انعقاد کرتی ہیں تاکہ استعمال کنندہ کی طلب کی پیمائش اور اسے سمجھا جاسکے، مسائل کی نشاندہی اور ڈیٹا کے معیار کی نشاندہی کی جاسکے۔ پاکستان میں جیسا کہ پہلے بحث کی جاچکی ہے کہ استعمال کنندگان کی کونسلیں غیر فعال ہیں، جبکہ استعمال کنندگان کے اطمینان کے حوالے سے سرویز باقاعدگی سے منعقد نہیں کیے جاتے۔ اس کے ساتھ سرکاری شماریات کی طلب بھی بظاہر زیادہ مضبوط نہیں ہے۔

سرکاری شماریات کی طلب کے تین اہم محرکات ہیں: پالیسی سازی کے لیے سرکاری شعبہ، تعلیمی ماہرین، تھنک ٹینکس اور دیگر تحقیقی کلسٹرز اور نجی شعبہ خصوصاً تجارتی تنظیمیں۔[143] پاکستان کے سرکاری شعبے میں نہ صرف طلب کمزور ہے بلکہ شواہد پر مبنی پالیسی سازی کا ماحول کمزور ہے، خصوصاً ضمنی قومی سطح پر، جبکہ اس کے ساتھ کچھ مشکلات درپیش ہیں جیسے نامناسب مالی وسائل، تحقیقی صلاحیتوں اور معلومات کی نشاندہی، اور شناخت اور شواہد پر مبنی پیداکاروں کی کمی۔ اس سے سرکاری شماریات کی سرکاری شعبے میں طلب اور استعمال میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔[144]

دوسری جانب، جامعات اور تھنک ٹیکس سمیت تحقیقی کلسٹرز آزاد تحقیق کے فقدان سے متاثر ہوتے ہیں اور بڑی حد تک ان کا انحصار شواہد پر مبنی بات چیت کے بجائے اندرونی بات چیت سے اثرات قبول کرتا ہے۔ یہ باضابطہ تحقیق اور نگرانی کے طریقہ کاروں کو دبانے کی ثقافت ہے۔ مزید برآں، تھنک ٹینکس اور پالیسی اداروں کی تعداد پالیسی ضروریات کی پیچیدگی سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ ایسے بیشتر ادارے ملکی سرکاری اور نجی شعبے کی جانب سے فنڈنگ کے بجائے تقریباً مکمل طور پر بین الاقوامی امدادی ایجنسیوں کی فنڈنگ پر انحصار کرتے ہیں، جو کبھی کبھار ہی شواہد پر مبنی پالیسی تحقیق کی اجازت دیتی ہے۔[145]

تجارتی تنظیموں کی صورت حال بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ سرکاری نجی مذاکرات کے لیے مؤثر پلیٹ فارموں کی عدم موجودگی میں ملک کی تجارتی تنظیموں کی ادارہ جاتی استعداد اور تحقیق پر مبنی پالیسی اعانت اور اس شعبے کے مارکیٹ کے حجم جس کی وہ نمائندگی کرتے ہیں اور دیگر شعبہ جاتی ڈیٹا کا تخمینہ لگانے یا اپنے اراکین کے لیے مختلف قسم کے سرویز کے انعقاد کی ثقافت کمزور ہے۔[146] اس کی عکاسی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نجی شعبے کی جانب سے پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کے مختلف سرویز کے جواب میں خاطر خواہ ردعمل نہ دینے[147] کے خلاف مؤثر قانونی اعانت موجود نہیں، اور یہ کہ صرف چند تجارتی تنظیمیں اپنے شعبے کے ماہانہ پیداواری ڈیٹا کو مرتب اور درج کرتی ہیں، جو جیسا کہ پہلے بحث کی جاچکی ہے کہ عالمی سطح پر بلند تعدد کے معاشی اظہاریوں کا ایک لازمی جز ہوتے ہیں۔[148]

---

142 عالمی بینک (2022ء)؛ جی ایل (تاریخ دستیاب نہیں)۔

143 یو این ای سی ای (2018ء)۔

144 کے احمد، دیگر (2021ء)؛ زیڈ حق، اے حفیظ، دیگر (2017ء)، این حق، دیگر (2020ء)۔

145 این حق، دیگر (2020ء)؛ اے نوید، اے سلیری (2022ء)۔

146 بینک دولت پاکستان (2022ء)۔

147 پاکستان دفتر شماریات (2020ء)؛ اور پاکستان کے قومی کھاتے، اساسی سال 2015-2016ء۔

148 مثلاً، تجارتی تنظیمیں، جو ماہانہ بنیادوں پر شعبہ جاتی پیداوار کے ڈیٹا کو خود رپورٹ کرتی ہیں ان میں شامل ہیں: پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن، آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن، آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن، پاکستان شگر ملز ایسوسی ایشن، اور آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل۔

باکس 7.1: قومی اصلاحاتی ایجنڈے میں قومی شماریاتی نظام

قومی اصلاحاتی نظام کے تناظر سے پاکستانی معیشت پر تحریری مواد کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ وسیع قبولیت کے باوجود قومی شماریاتی نظام پر نہ صرف کم تحقیق کی گئی ہے بلکہ یہ اصلاحاتی مباحثے کا حصہ بھی نہیں ہے۔ قومی دفتر شماریات کی خود مختاری اور سہ ماہی جی ڈی پی[1] کی ضرورت سے متعلق مختصر سفارشات کے علاوہ پاکستان کے معاشی اصلاحات کے ایجنڈے پر متعدد حالیہ شائع شدہ جائزوں میں معاشی پالیسی اور نظم ونسق کی اصلاحات کے ایجنڈے کی طویل فہرست میں قومی شماریاتی نظام میں اصلاحات کی ضرورت کو اہمیت حاصل نہیں۔ ان میں پالیسی تحقیق اور وکالتی تنظیموں کی جانب سے تجویز کردہ میثاق معیشت شامل ہے۔[2]

ملک کے وژن 2030 اور فریم ورک برائے معاشی نمو میں اس وقت کے شماریات بیورو (وفاقی) کی وسیع تر خود مختاری کے لیے شواہد پر مبنی پالیسی سازی اور تشکیل نو کے سرسری حوالے کے سوا ایک اصلاح شدہ قومی شماریاتی نظام جو اکیسویں صدی کے جدید تقاضوں کی ضروریات پوری کر سکے، حالیہ تصوراتی فریم ورکس میں اس کا تصور پیش نہیں کیا گیا۔[3] مزید برآں، ٹیکسوں، زراعت، کاروبار کرنے میں آسانی، حکومتی اداروں اور معاشی نظم ونسق کے مختلف اصلاحاتی کمیشنوں اور منصوبوں کے مقابلے میں ملک کے شماریاتی نظام میں مسلسل اور نظامیاتی بہتری لانے کے لیے پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی جامع انداز میں جانچ نہیں کی گئی۔ اس لحاظ سے پی بی ایس کی تیار کردہ قومی حکمت عملی برائے شماریاتی ترقی (این ایس ڈی ایس) 2030-2021ء درست سمت میں ایک قدم ہے۔

این ایس ڈی ایس 2021-30ء میں ملک میں سرکاری شماریات کو ترقی دینے کا لائحہ عمل دیا گیا ہے، جس میں اشتراک، این ایس ایس میں شماریاتی افسران کی استعداد کاری اور ڈیٹا کی وصولی میں بہتری لانا شامل ہیں۔ تاہم این ایس ڈی ایس میں اشتراک کے چیلنج، صوبائی دفاتر شماریات کی کیفیت، قومی شماریاتی پروگرام کی آزادی، قانونی فریم ورک اور انتظامی ڈیٹا کا تفصیلی جائزہ پیش نہیں کیا گیا ہے۔[4]

قومی شماریاتی پروگرام کے مختلف پہلوؤں اور اصلاحاتی تجاویز کی تفصیلی جانچ کرنا کسی قومی دفتر شماریات کے لیے ایک ہمت آزما کام ہے، جسے مختلف قسم کی شماریات، مردم شماریوں اور سرویز سے معلومات جمع کرنے اور دیگر منسلک بنیادی فرائض کی انجام دہی کا فریضہ سونپا گیا ہے۔ اس بات کا ادراک کرتے ہوئے جب بھارت نے 2000ء میں شماریاتی اصلاحات کا سفر شروع کیا تو اس غرض سے قومی شماریاتی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے، جس میں ملک بھر سے اہم فریقوں کو نمائندگی دی گئی۔ حوالہ جات اور حتمی رپورٹس میں قانون سازی فریم ورک، آئی ٹی ضروریات، شماریاتی آڈٹ، انتظامی ڈیٹا نظاموں، انسانی وسائل کی ترقی اور قومی ضمنی شماریاتی نظام سمیت قومی شماریاتی نظام سے متعلق متعدد شعبوں کے بارے میں تفصیلی جائزے اور سفارشات پیش کی گئیں۔ اس میں کارپوریٹ کے شعبے کی شماریات، قومی کھاتوں اور انفراسٹرکچر کی شماریات سمیت شماریات کے نووسیع زمروں میں مخصوص ڈیٹا کے نقائص کی جانچ اور سفارشات شامل ہیں۔[5]

اسی طرح، حکومت کی مختلف سطحوں اور انفراسٹرکچر کی اقسام میں ڈیٹا کی پیچیدہ نوعیت کے پیش نظر امریکہ نے 2016ء میں اپنے انتظامی ڈیٹا کی جانچ کی، اور اس نے شواہد پر مبنی پالیسی سازی کے لیے ایک کمیشن تشکیل دیا۔ کمیشن کے ارکان کی تعداد پندرہ تھی جن کی تقرری صدر، ایوان نمائندگان کے اسپیکر اور اقلیتی رہنما، اور سینٹ کے اکثریتی اور اقلیتی رہنما سب کو تین تین ارارکین کی تقرری کا کام سونپا گیا ہے۔ کمیشن کے دائرہ کار میں ڈیٹا کے ذخائر، ڈیٹا کے انفراسٹرکچر، ڈیٹا بیس سیکیورٹی اور ڈیٹا کے تبادلے، شماریاتی پروٹوکولز جیسے ڈیٹا کا تبادلہ، غیر ہم آہنگ منضبط تجربات، موافق ادارہ جاتی بندوبست، انتظامی ڈیٹا سیریز اور ارتباط شامل ہیں۔[6]

[1] ایچ اے پاشا (2021ء)؛ ایس شیرانی (2017ء)

[2] اے زیدی (2015ء)؛ پاکستان بزنس کونسل (2020ء)، این یو حق، ایس حسین (2022ء)؛ پرائم انسٹی ٹیوٹ (2023ء)؛ عالمی بینک (2019ء)؛ آئی حسین (2018ء)؛ وی احمد (2019ء)؛ آر امجد، ایس جے برکی (2015ء)۔

[3] منصوبہ بندی کمیشن (2007ء)؛ پی آئی ڈی ای (2020ء)؛ وزارت منصوبہ بندی اور ترقی۔

[4] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)

[5] وزارت شماریات اور پروگرام کا نفاذ، گورنمنٹ آف انڈیا (2001ء)۔

[6] امریکی کانگریس

7.5 اختتامی کلمات

سرکاری شماریات پالیسی سازوں، گھرانوں اور کاروباری اداروں کے لیے شواہد پر مبنی پالیسی سازی اور باخبر فیصلہ سازی کی بنیاد کا کام انجام دیتے ہیں۔ وہ معاشی اور سماجی ترقی کے اظہاریوں کے طور پر کام کرتے ہوئے پالیسی اقدامات اور ان کے نتائج کی جانچ کے قابل بناتے ہیں۔ پاکستان جیسی ترقی پذیر معیشت میں مختلف شعبوں میں شواہد پر مبنی اصلاحات اور پالیسی اقدامات کی ضرورت ناگزیر ہوتی ہے، اس لیے قابل بھروسا شماریات کی دستیابی زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ تاہم بدلتے ہوئے معاشی ڈھانچوں، ڈیجیٹلائزیشن اور قدرتی

آفات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے حالات میں بنیادی موضوعات پر شماریات کی دستیابی، بروقت اور قابل بھروسا ہونے کی موجودہ صورت حال اصلاحات کے نتائج، پالیسی تشخیص، نئی فرموں اور ممکنہ بین الاقوامی سرمایہ کاروں کی جانب سے سرمایہ کاری کے فیصلوں کے ساتھ ساتھ ٹیکس وصولی کی کوششیں کے حوالے سے خوش آئند نہیں ہے۔

پالیسی اصلاحات کے لیے شماریات کی اہمیت کے باوجود پاکستان میں قومی شماریاتی نظام اور شماریاتی ایکو سسٹم کے چیلنجوں کے متعلق تفصیلی تشخیصی جائزہ موجود نہیں ہے۔ یہ دیگر ممالک میں شماریات پر کیے جانے والے جامع مطالعوں اور حتیٰ کہ دیگر شعبوں کے ملکی اصلاحاتی کمیشنوں کے برعکس ہے؛ مثلاً، زراعت اور ٹیکس اصلاحات پر متعدد کمیشن بنائے گئے۔ این ایس ڈی ایس 2030-2021ء میں بہتری کے اہم شعبوں کو اجاگر کیا گیا ہے اور پیش رفت کے لیے ایک وسیع نقشۂ راہ پیش کیا گیا ہے۔ تاہم، اس میں اشتراک کے چیلنجوں، صوبائی دفاتر کے کردار، نجی شعبے کی شمولیت، انتظامی ڈیٹا کو مہمیز دینے کی حکمت عملی، اور شماریات کی طلب پیدا کرنے جیسے امور کی تفصیلی جانچ کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ اسی طرح، قومی شماریاتی پروگرام پر بحث کو بظاہر پاکستان میں زیادہ اہمیت حاصل نہیں جس کی عکاسی اہم کتابوں اور دیگر مطبوعات، مختلف قسم کے میثاق معیشت، اور ملک کے مستقبل کی معاشی سمت کے بارے میں منصوبہ بندی پر مشتمل وژن دستاویزات سے ہوتی ہے۔

پاکستان کے قومی شماریاتی نظام کی پیداوار جو سرکاری شماریات پر مشتمل ہے، وہ خطے کی بہترین روایات اور حریف معیشتوں دونوں کے مقابلے میں نچلی سطح پر ہے۔ سہ ماہی اور صوبائی جی ڈی پی، بیروزگاری، اجرتوں، چھوٹی اور درمیانی انٹرپرائزز جیسے اہم موضوعات پر ڈیٹا یا تو موجود نہیں ہے، اس کی فریکوینسی ناکافی ہے یا اس میں جامع کوریج کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اسے جزوی طور پر قومی شماریاتی نظام میں عمودی اور افقی تعاون میں کمی سے مشروط کیا جا سکتا ہے۔ یہ شماریاتی نظام کی معیار بندی، ہم آہنگی اور یکجائی کی کوششوں میں رکاوٹ بنتا ہے اور اعادے اور شماریات کے تقابل کی صلاحیت کم کر دیتا ہے۔ مزید برآں، بہترین بین الاقوامی روایات اور یو این ایف پی او ایس کے آزادی پر اصولوں کے برعکس ملک کا قومی دفتر شماریات پوری ملکی تاریخ کے دوران مختلف وزارتوں سے منسلک محکمے کے طور پر کام کرتا رہا ہے۔

عالمی سطح پر انتظامی ڈیٹا، جو قدرے جاذب لاگت، درست اور جزوی سطح پر تفصیلی معلومات فراہم کرتا ہے اسے اختیار کیا جا رہا ہے، سرویز اور شماریوں اور دیگر روایتی شماریاتی ذرائع سے ارتباط کے ساتھ۔ تاہم، پاکستان میں انتظامی ڈیٹا کا استعمال محدود ہے۔ اس کے فوائد سے استفادے کے لیے ملک میں مقامی رجسٹریوں اور سی آر وی ایس کے نظام میں توسیع اور یکجائی ضروری ہے۔

مزید برآں، قومی شماریاتی پروگرام کے علاوہ وسیع تر شماریاتی ایکو سسٹم میں نقائص پائے جاتے ہیں۔ ڈیٹا کی طلب قومی شماریاتی پروگرام کو تحریک دے کر آگے بڑھاتی ہے جو اس کے استعمال کنندگان سے پیدا ہوتی ہے، جن میں تحقیقی کمیونٹی، نجی اور سرکاری شعبے کی تنظیمیں، علمی ماہرین اور میڈیا شامل ہے، محدود ہے۔ اسی طرح، بڑھتی ہوئی ڈیجیٹلائزیشن کے باوجود، جس نے ڈیٹا کے مجموعوں کو پیدا کیا ہے، سرکاری اور غیر سرکاری شماریاتی پیداکاروں کے ساتھ ساتھ قومی شماریاتی پروگرام اور اس کے استعمال کنندگان کے درمیان بھی کمزور پایا گیا ہے۔

ان نتائج کی روشنی میں شماریاتی ایکو سسٹم کی جامع جانچ ضروری ہے، جو ادارہ جاتی، قانونی، پالیسی، ٹیکنالوجی اور انفراسٹرکچر کے مسائل کے ساتھ کلیدی شماریات کے منفرد پہلوؤں کے جائزے پر مشتمل ہو۔ ایسا جائزہ پورے شماریاتی ایکو سسٹم کے اسٹیک ہولڈرز کی شرکت ضروری بنا دیتا ہے اور ایکو سسٹم میں مزید اصلاحات کے لیے بنیاد کا کام انجام دے سکتا ہے۔

حوالہ جات:

نویدا ے سلیری (2022ء)۔ ”اثر کے عامل“ کو زیادہ باثر بنانا: پاکستان میں یونی ورسٹیاں، تھنک ٹینکس اور پالیسی تحقیق۔“ پائیدار ترقی پالیسی انسٹی ٹیوٹ (ایس ڈی پی آئی)، اسلام آباد۔

A. Rodríguez-Pose, N Gill (2005). On the 'economic dividend' of devolution, Regional Studies, 39:4, 405-420

A. Silungwe, et al (2022). 2020 Global Stocktaking of National Accounts Statistics: Availability for Policy and Surveillance. Working Paper No. 2022/029. Washington D.C: IMF

اے وٹ بی (2020ء)۔ عوام کا خلاصہ: مردم شماریوں نے کس طرح اقوام کو بدلا، قدیم دنیا سے لے کر جدید دنیا تک، نیویارک: بیسک بکس۔

پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

اے ڈی بی (2011ء)۔ ڈجیٹل معیشت کی عکس بندی، پیائش کا ایک مجوزہ فریم ورک اور اس کا اطلاق، ایشیا اور پیسفک 2021ء کے اہم اظہاریوں پر مشتمل خصوصی سپلیمنٹ، منیلا: ایشیائی ترقیاتی بینک۔

اے زیدی (2015ء)۔ پاکستان معیشت کے مسائل: ایک سیاسی معیشت کا تناظر۔ آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، پاکستان۔

آسٹریلین دفتر شماریات (2010ء)۔ شواہد پر مبنی پالیسی کے لیے شماریات کے استعمال کی گائیڈ، آرکائیو ایشو، کینبرا: اے بی ایس۔

آسٹریلین دفتر شماریات (2010ء)۔ چیف ماہر شماریات 'آسٹریلین معیشت میں ڈجیٹل سرگرمیوں کی پیائش۔' کینبرا: اے بی ایس۔

بی لوبنگ (2011ء)۔ سرکاری شماریات کے لیے کاروباری ضروریات کو سمجھنا اور پورا اترنا: این ایس آئی تناظر، بلیو ای ٹی ایس کانفرنس، 'سرکاری بزنس سرویز میں بوجھ اور تحریک'، شماریات نیدرلینڈز، ہیرلن، 22 اور 23 مارچ 2011ء۔

Bangladesh Bureau of Statistics http://www.bbs.gov.bd/site/page/29b379ff-7bac-41d9-b321-e41929bab4a1 accessed on August 4, 2023

Bank for International Settlements, https://www.bis.org/ifc/covid19.htm. Accessed on 10 Aug 2023

Bundesbank, https://www.bundesbank.de/en/statistics/economic-activity-and-prices/weekly-activity-index/methodology-833982 accessed on July 21, 2023

Bureau of Labor Statistics, https://www.bls.gov/cps/cps_htgm.htm#where accessed on July 22, 2023

سی رنگاراجن (2001ء) قومی شماریاتی کمیشن: سفارشات کا عمومی جائزہ۔ An Overview of the Recommendations, Economic and Political Weekly, Volume 36, No. 42, pp. 4007-4016

سی ولونی (2008ء)۔ بڑے پیمانے کی شماریاتی استعداد سازی کے اقدامات کی جانچ کا عمومی جائزہ، پیرس 21 کی جانب سے کمیشنڈ پیپر۔

سی زو (2011ء)۔ چین کی اصلاحات اور ترقی کے بنیادی ادارے، جرنل آف اکنامک لٹریچر، آسٹریلین دفتر شماریات (2010ء)۔

سی ڈبلیو ہوارڈ (2021ء) حکومتی شماریاتی ایجنسیاں اور ساکھ کی سیاست۔ Chapter 1, pp. 27-52, Cambridge Studies in Comparative Public Policy

کنٹری پیپر برائے ورکشاپ: قومی شماریاتی نظام اور استعمال کنندگان کی تنظیم پر ورکشاپ۔ جنوبی ایشیا پاکستان میں پیداکاروں کے روابط، نیویارک: اقوام متحدہ۔

D. C. Muñoz, et al (2018). The 'Ten CRVS Milestones' Framework for Understanding Civil Registration and Vital Statistics Systems. BMJ Glob Health

D. Coyle (2016). The Political Economy of National Statistic, Economics Discussion Paper Series EDP-1603, The University of Manchester

D. Holt (2008). "Official Statistics, Public Policy and Public Trust." Journal of the Royal Statistical Society Series A. 171. 323-346

D. M. Anderson, A. Whitford (2014). Developing Knowledge States: Technology and the Enhancement of National Statistical Capacity, Center for Organisation Research and Design (CORD), Arizona State University: United States

D. P. Cheung (2008). The Evolution of National Statistical Systems: What Lessons Can We Learn? Journal of the Japan Statistical Association. 2. 9-15

ڈی سنگا (2013ء)۔ افریقی ممالک کی ترقی کے پیمانے کے چیلنجز: ڈیٹا کی طلب اور رسدی عدم مطابقت، افریقن اکنامک ڈویلپمنٹ کانفرنس میں پیش کی گئی: کامیابی اور ناکامی کی پیائش، وینکوور، نومبر 2013ء۔

D. T. Holt (2008). Official statistics, public policy and public trust, J. R. Statist. Soc. A, 171, Part 2, pp. 323–346 University of Southampton: UK

یورپی یونین پارلیمنٹ (2021ء)۔ شواہد پر مبنی پالیسی سازی کی پیش گوئی، یورپین پارلیمانی تحقیق سروس۔ بریفنگ، مارچ 2021ء، اسٹراس بورگ: یورپی یونین پارلیمنٹ۔

Evidencecolloborative.org (2016), Evidence-Based Policymaking Collaborative, Washington D.C: Urban Institute

Federal Reserve Bank of New York, https://www.newyorkfed.org/research/policy/weekly-economic-index#/interactive accessed on July 21, 2023

Food and Agriculture Organisation of the United Nations (2014). Technical Report on the Integrated Survey Framework,

https://www.fao.org/3/ca6441en/ca6441en.pdf accessed on August 01, 2023, Rome: FAO

G. Brackstone, (1999). Managing Data Quality in a Statistical Agency Statistics Canada, Survey Methodology, Statistics Canada, Catalogue No. 12-001-XPB, 1 Vol. 25 No. 2, December 1999

G. Eele (n.d). National Strategies for the Development of Statistics and their Expected Impact on Agricultural and Rural Statistics, https://www.nass.usda.gov/mexsai/Papers/strategiesp.pdf

G. Ejaz (2022). Case for Restoration of Zero Rating, All Pakistan Textile Association (APTMA), https://aptma.org.pk/case-for-restoration-of-zero-rating/, accessed August 10, 2023

Government of Canada, https://www.canada.ca/en/innovation-science-economic-development/news/2016/12/reinforcing-statistics-canada-independence.html

ایچ اے پاشا (2021ء)۔ میثاق معیشت: پاکستان میں معاشی اصلاحات کا ایجنڈا، ناشر: Friedrich Ebert Stiftung،پاکستان آفس۔

H. Dang, et al (2021): ممالک کی شماریاتی کارکردگی کی پیمائش: عالمی بینک شماریاتی استعداد انڈیکس۔ تکنیکی نوٹ۔ رپورٹ نمبر157540، واشنگٹن ڈی سی۔ ورلڈ بینک۔

I. Husain (2018). Governing the Ungovernable, Institutional Reforms for Democratic Governance, (Book), Oxford University Press, 2018, ISBN 978-0199407811

I. Krizman, B. Tissot (2021). Data Governance: Issues for the National Statistical System, Vol. 54, Switzerland: BIS

ILO, www.ilo.org/surveyLib/index.php/collections/LFS : 22جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

آئی ایم ایف پریزینٹیشن 2021ء۔ بلند تعدد کے معاشی اظہاریے وضع کرنا، گوگل کے پلیٹ فارموں کو استعمال کرتے ہوئے۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف۔

IMF[a], https://www.elibrary.imf.org/view/journals/001/2016/133/article-A001-en.xml

IMF[b], https://www.imf.org/external/pubs/ft/gfs/manual/2014/gfsfinal.pdf

IMF[c], (https://www.imf.org/external/pubs/ft/mfsmcg/c3.pdf,) 04اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

IMFd ,Executive Board Concludes the Tenth Review of the IMF Data Standards Initiatives, DSBB Bulletin, country profile: Pakistan, https://dsbb.imf.org/e-gdds/dqaf-base/country/PAK/category/NAG00

IMF (2023), IMF Pakistan Country Report No. 23/260, Request for Stand-by Agreement-Press Release; Staff Report; Staff Statement; and Statement by the Executive Director for Pakistan, https://www.imf.org/en/Publications/CR/Issues/2023/07/17/Pakistan-Request-for-a-Stand-by-Arrangement-Press-Release-Staff-Report-Staff-Statement-and-536494۔ 24اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

ج لین، یوپیپ (2023ء)۔ نائیجیریا میں افرادی قوت کی شماریات پر پیش رفت۔ ورلڈ بینک بلاگ۔ 24 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔ https://blogs.worldbank.org/opendata/moving-frontier-labor-market-statistics-nigeria

K. Ahmed, et al (2021): پاکستان میں پالیسی سازی میں شواہد کا کردار: سیاسی معیشت کی تجزیاتی رپورٹ، ترقی کے اثرات کے لیے شواہد کے استعمال کو تقویت دینا۔

K. Florence, et al (2009): یوگنڈا کی معاشی اصلاحات: اندرونی تفصیلات، آکسفورڈ اکیڈمک پریس، نیویارک۔

K. Florence, et al (2009)۔ قومی ترقی میں شماریات کا کردار، بحوالہ بوٹسوانا اور نائیجیریا کے شماریاتی نظام، جرنل برائے پائیدار ترقی، والیم 4، شمارہ 3۔

KPK BoS, https://kpbos.gov.pk/search/publication-detail?id=56 : 19جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

L. Rivas, J. Crowley (2018): ترقی پذیر ممالک میں پالیسی سازی بڑھانے کے لیے انتظامی ڈیٹا کا استعمال: ٹیکس ڈیٹا اور قومی اکاؤنٹس۔ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر WP/18/175 ۔ واشنگٹن ڈی سی۔ آئی ایم ایف۔

M. B. Sarwar, et al (2018): قومی شماریات کی پائیدار فنانسنگ کی عمدہ روایات: مباحثہ پیپر بولون: PARIS21

پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

Ministry of Economy, Department of Statistics Malaysia, www.dosm.gov.my/portal-main/release-content/small-and-medium-enterprises-smes-performance-2018.۔ 04اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

وزارت آئی ٹی اور ٹیلی کام (2018ء)۔ ڈجیٹل پاکستان پالیسی، حکومت پاکستان۔

وزارت منصوبہ بندی اور ترقی (2010ء): معلومات پر مبنی، منصفانہ، روادار، جدت پسند اور خوشحال معاشرہ، وزارت منصوبہ بندی اور ترقی، حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور اصلاحات۔ سی آر وی ایس اصلاحات پر قومی فریم ورک۔ 15 ستمبر 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://www.pc.gov.pk/web/crvsreport/publication

وزارت شماریات اور نفاذ پروگرام، انڈیا۔ 22 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://pib.gov.in/PressReleaseIframePage.aspx?PRID=1928124

وزارت شماریات و نفاذ پروگرام، گورنمنٹ آف انڈیا (2001ء)۔ قومی شماریاتی کمیشن کی رپورٹ، 5 ستمبر 2001ء۔ 07 جولائی 2023ء: https://mospi.gov.in/report-dr-rangarajan-commission

این حق (2020ء)۔ "پاکستانی جامعات میں تحقیق کا نظام۔" پاکستان میں برٹش کونسل کے تعاون سے ایک معلوماتی پلیٹ فارم کا پروجیکٹ۔ کراچی: برٹش کونسل۔

این کبیر اور ایچ واڈنگٹن (2015ء)۔ نقد منتقلی کے مشروط پروگراموں کے معاشی اثرات: ایک نظامیاتی جائزہ اور میٹا تجزیہ، ترقیاتی اثر انگیزی کا جرنل، والیم 7، شمارہ 2۔ پی پی 303-290۔

این یو حق، ایس حسین (2022ء)۔ میثاق معیشت۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس، معلوماتی بریف نمبر 2022:77، جولائی 2022ء، اسلام آباد: پی آئی ڈی ای۔

نیشنل ڈیزاسٹر رسک منیجمنٹ فریم ورک پاکستان، 2007ء، نیشنل ڈیزاسٹر منیجمنٹ اتھارٹی، حکومت پاکستان۔

نیشنل الیکٹرسٹی پالیسی 2021ء، وزارت توانائی (پاور ڈویژن)، حکومت پاکستان۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پاپولیشن اسٹڈیز (18-2017ء)۔ پاکستان کا آبادیاتی اور صحت کا سروے (18-2017ء)۔ اسلام آباد: این آئی پی ایس۔

نیشنل پاور پالیسی 2013ء، وزارت پانی و بجلی، حکومت پاکستان۔

او ای سی ڈی (2008ء)۔ قومی شماریات کی طلب، باب 1, معاشی شماریات کی تفہیم، پیرس: او ای سی ڈی۔

او ای سی ڈی (2014ء)۔ ایک عالمی معیشت میں آجرانہ اور جدت پسند ایس ایم ایز کو فروغ دینا: ایک زیادہ ذمہ دارانہ اور شمولیت پر مبنی عالمگیریت۔ اسمال اینڈ میڈیم سائز انٹرپرائزز سے وابستہ وزرا کی کونسل، استنبول۔

او ای سی ڈی (2019ء)۔ آسیان میں شواہد پر مبنی ایم ایس ایم ای پالیسی سازی کو تقویت دینا۔ پالیسی کی خصوصیات۔ پیرس: او ای سی ڈی۔

او ای سی ڈی (2020ء الف)۔ ڈجیٹل معیشت کی پیمائش کے لیے ایک عمومی فریم ورک کا نقشۂ راہ۔

او ای سی ڈی (2020ء ب)۔ قومی ڈیٹا اور شماریاتی نظاموں کے ترقیاتی اشتراک کے اہم رجحانات۔ ڈویلپمنٹ پالیسی پیپر نمبر 31, پیرس: او ای سی ڈی۔

او ای سی ڈی (2022ء)۔ اچھی شماریاتی مشق پر کونسل کی سفارش۔ پیرس: او ای سی ڈی۔

دفتر قومی شماریات: 22 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://ocsi.uk/2021/01/29/a-guide-to-unemployment-data/۔

اوپن ڈیٹا انوینٹری (او ڈی آئی این)، 2022/23 ششماہی رپورٹ:
https://odin.opendatawatch.com/Report/Reports

اوپن ڈیٹا واچ: 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://odin.opendatawatch.com/

او پی ایم (2009ء)۔ پیرس اعلامیے کے نفاذ کی قدرپیمائی: نظری مطالعہ، شماریاتی صلاحیت سازی میں تعاون، مشترکہ تجزیاتی رپورٹ:
https://www.oecd.org/dac/evaluationnetwork

پی ایلیوم۔ ایم ایگسا (2001ء)۔ معاشی ڈیٹا کی ترسیل: فریکوینسی اور وقت کی پابندی پر ملکی کارکردگی پر کیا چیز اثر انداز ہوتی ہے؟ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر نمبر 01/173۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف۔

پی باچاس، اے جینسن (2022ء)۔ ٹیکس پالیسی کے لیے انتظامی ڈیٹا اور طریقہ کار۔ مشترکہ تجزیاتی رپورٹ۔ لندن: آئی جی سی۔

پی سی ماہالانوبس (1965ء)۔ معاشی ترقی کی شماریات، دی انڈین جرنل آف اسٹے ٹس اسٹکس، والیم 27. (1/2), pp. 179–188۔

پی سی نٹ (2006ء)۔ سرکاری اور نجی شعبے کی فیصلہ سازی کی روایات کا تقابل۔ جرنل آف پبلک ایڈمنسٹریشن ریسرچ اینڈ تھیوری۔ والیم 16 نمبر 2، پی پی 318-289، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (2020ء)۔ پاکستان: معاشی نمو کا فریم ورک۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (پی آئی ڈی ای)، مطبوعہ جنوری 2020ء۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (2022ء)۔ پاکستان میں مکانات کی مفروضہ قلت، پی آئی ڈی ای پالیسی ویو پوائنٹ نمبر 36، اسلام آباد: پی آئی ڈی ای۔

پاکستان انویسٹمنٹ پالیسی 2023ء، بورڈ آف انویسٹمنٹ، حکومت پاکستان۔

پاکستان پائیدار ترقیاتی مقاصد کی رپورٹ، 2021ء، وزارت منصوبہ بندی ترق اور خصوصی اقدامات، حکومت پاکستان۔

پیرس 21(2016ء)۔ ذیلی قومی شماریات کی تزویراتی ترقی، بولون: پیرس 21۔

پیرس 21 (2019ء): شماریات کی ترقی کی قومی حکمت عملی 2022-2018ء، جارڈن، بولون: پیرس 21۔

پیرس 21(2023ء): کسی کو پیچھے نہ چھوڑنے کی خاطر ڈیٹا کے خلا کو پر کرنا: کیپ ٹاؤن پائیدار ترقیاتی ڈیٹا کے لیے کیپ ٹاؤن گلوبل ایکشن پلان: پیرس 21۔

پیرس 21: 'شماریاتی نظاموں کا ماڈل'، قومی شماریاتی نظاموں کی صلاحیت سازی کی جانچ: استعمال کنندہ کی گائیڈ۔'

پیرس 21: ترقیاتی شماریات کے لیے قومی حکمت عملی کے رہنما خطوط۔
https://nsdsguidelines.paris21.org۔

پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔ شماریات کی ترقی کی قومی حکمت عملی (این ایس ڈی ایس 2021-30ء)۔ اسلام آباد: پی بی ایس۔

پاکستان دفتر شماریات (21-2020ء)۔ پاکستان افرادی قوت سروے 21-2020ء۔ اسلام آباد: پی بی ایس۔

پاکستان دفتر شماریات (2022ء)۔ نیشنل آکاؤنٹس آف پاکستان 16-2015ء۔ اساسی سال۔ اسلام آباد: پی بی ایس۔

پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔ ساتویں مردم اور مکانات شماری، ''تاریخ میں پہلی مرتبہ ڈجیٹل مردم شماری''، فیلڈ آپریشنل پلان، پاکستان دفتر شماریات، وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات، اسلام آباد: پی بی ایس۔

پی بی ایس الف: https://desagri.gov.in/wp content/uploads/2023/06/FHP-Publication-2021-22.pdf

پاکستان دفتر شماریات ب، 12 ستمبر 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www.pbs.gov.pk/labour-force-publications

پاکستان دفتر شماریات ج: 20 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی: www.pbs.gov.pk/content/about-us

پاکستان دفتر شماریات د:
www.pbs.gov.pk/content/methodology4#:~:text=Methodology%20%7C%20Pakistan%20Bureau%20of%20Statistics%20Home%20The,provincial%20governments%20on%20regular%20monthly%20and%20yearly%20basis

پاکستان دفتر شماریات ہ، 08 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://www.pbs.gov.pk/publications

پاکستان دفتر شماریات و۔ 03 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
www.pbs.gov.pk/sites/default/files/other/news_bulletin/PBS_News_Bullitin_Oct_Dec_2022.pdf

پاکستان دفتر شماریات ز: 15 ستمبر 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
www.pbs.gov.pk/content/announcement-results-7th-population-and-housing-census-2023-digital-census

پاکستان دفتر شماریات ز: 04 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/press_releases/2023/press%20release%20of%20media%20conference.pdf۔

منصوبہ بندی اور ترقی بورڈ۔ پنجاب نمو کی حکمت عملی 2023ء۔ لاہور: منصوبہ بندی اور ترقی بورڈ۔

منصوبہ بندی کمیشن (2007ء)۔ اکیسویں صدی کا پاکستان: وژن 2030ء، منصوبہ بندی کمیشن، حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

منصوبہ بندی کمیشن، وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور اصلاحات، حکومت پاکستان۔ پاکستان وژن 2025ء۔ ایک قوم۔ ایک وژن۔

پرائم انسٹی ٹیوٹ (2023ء) میثاقِ معیشت: معاشی نظم و نسق کا ایک نیا دور۔

وفاقی شماریاتی ایجنسی کے اصول اور روایات (2017ء)۔ کتاب، نیشنل اکیڈمیز آف سائنسز، انجینئرنگ اینڈ میڈیسن، چھٹا ایڈیشن، واشنگٹن ڈی سی: دی نیشنل اکیڈمک پریس۔

پنجاب بورڈ آف ریونیو، 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://es.punjab.gov.pk/eStampCitizenPortal/ChallanFormView/HomePage

پنجاب دفتر شماریات، الف۔ شماریات پر پریزینٹیشن تیار کردہ: 19 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
www.sbp.org.pk/departments/stats/onedayseminar.htm

پنجاب دفتر شماریات ب: 20 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔ www.bos.gop.pk/introduction

پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

پنجاب صنعتی پالیسی 2018ء، انڈسٹریز کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ڈپارٹمنٹ، حکومت پنجاب۔

R. Amjad, S. J. Burki (2015) eds. Pakistan: Moving the Economy Forward, (Book) Published by Cambridge University Press, April 13, 2015, ISBN-10: 1107109523

آر ایڈ منڈز (2005ء)۔ شماریاتی نظاموں کے ماڈلز۔ پیرس 21 دستاویز سیریز # 6۔

آر مارسڈن (2019ء)۔ فیڈرل ازم کو کامیاب بنانا: نیپال کی فیصلہ سازی کے دل پر ڈیٹا رکھنا۔ ڈویلپمنٹ ایڈوکیٹ، پی پی 54-52۔

ریزرو بینک آف انڈیا: 25 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www.rbi.org.in/Scripts/BS_ViewBulletin.aspx?Id=19894

ایس چین (2013ء): 2015ء کے بعد کا فریم ورک جس میں گنتی کی جاتی ہے: قومی شماریاتی استعداد کو ترقی دینا، مباحثہ پیپر نمبر 1، نومبر 2013ء، پیرس 21۔

ایس کے جعفری (2022ء)۔ پاکستان میں گوشت کی برآمدات کے امکانات کا تجزیہ، بینک دولت پاکستان (ایس بی پی)، اسٹاف نوٹس 22/3 کراچی: ایس بی پی۔

ایس خواجہ، ٹی کے موریسن (2002ء)۔ شماریاتی قانون سازی: ایک عمومی فریم ورک کی سمت پیش رفت، آئی ایم ایف ورکنگ پیپر 179/02، واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف۔

ایس شیرانی (2017ء)۔ پاکستان میں ادارہ جاتی اصلاحات۔ ترقی کی پزل کا گمشدہ ٹکڑا۔ فریڈرخ ایبرٹ اسٹفٹنگ، پاکستان آفس۔

ایس بی پی (آئندہ)۔ سارک سیمینار: مرکزی بینکوں کی جانب سے بلند تعدد کے اظہاریوں کا استعمال: اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا تجزیہ اور مستقبل کے منصوبے، مالدیپ۔

ایس بی پی (2021ء)۔ باب 2 کا باکس 2.2، حقیقی شعبہ، بینک دولت پاکستان کی پہلی سہ ماہی رپورٹ 21-2020ء۔ کراچی: بینک دولت پاکستان۔

ایس بی پی (2022ء)۔ ایس ایم ایز کے لیے چیلنج فنڈ۔ اظہار دلچسپی کا اظہار۔ کراچی: بینک دولت پاکستان۔

سینٹ آف پاکستان: 19 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://senate.gov.pk/uploads/documents/1653371410_188.pdf

سندھ بورڈ آف ریونیو، 04 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://estamps.gos.pk/eStampCitizenPortal/ChallanFormView/HomePage

سندھ دفتر شماریات کی ویب سائٹ: 20 جولائی 2030ء کو رسائی حاصل کی گئی:
(https://sbos.sindh.gov.pk/introduction)

اسمیڈا (2022ء)۔ ایس ایم ای آبزرور 2022ء۔ والیم 12 شمارہ 1۔ لاہور: اسمیڈا۔

سری لنکا کا محکمہ مردم شماری و شماریات، الف: 04 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
http://www.statistics.gov.lk/InflationAndPrices/StaticalInformation/PPI

سری لنکا کا محکمہ مردم شماری اور شماریات ب:
http://www.statistics.gov.lk/LabourForce/StaticalInformation/AnnualReports

بینک دولت پاکستان (2022ء)۔ خصوصی سیکشن۔ معاشی نمو اور ترقی میں تجارتی تنظیموں کا کردار: پاکستان میں محرکات کو سمجھنا، بینک دولت پاکستان، ششماہی رپورٹ 22-2021ء۔

شماریات کینیڈا (2016ء)۔ شماریات کینیڈا کی انٹرنیشنل شماریاتی فیلوشپ پروگرام، اوٹاوہ، کینیڈا کی شماریاتی تنظیموں کی جانب سے منیجمنٹ طریقوں کا کمپینڈیم، اوٹاوہ، کینیڈا۔

شماریات کینیڈا (2022ء)۔ ٹریژری بورڈ کے صدر کی فیس رپورٹ برائے مالی سال 22-2021ء۔

شماریات کینیڈا فیس رپورٹ برائے مالی سال 22-2021ء: اوٹاوہ: شماریات، کینیڈا۔

شماریات کینیڈا الف، 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www23.statcan.gc.ca/imdb/p2SV.pl?Function=getSurvey&SDDS=4107

شماریات کینیڈا ب، 24 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://www23.statcan.gc.ca/imdb/p2SV.pl?Function=getSurvey&SDDS=3701#a2

شماریات کینیڈا ج، 24 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www23.statcan.gc.ca/imdb/p2SV.pl?Function=getSurvey&SDDS=2612

شماریات ڈنمارک، 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://ncrr.au.dk/danish-registers/the-integrated-database-for-labour-market-research-ida

شماریات نیوزی لینڈ، 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www.stats.govt.nz/integrated-data/longitudinal-business-database/

شماریات سویڈن، 15 ستمبر 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www.scb.se/en/finding-statistics/statistics-by-subject-area/population/population-composition/population-statistics/

ٹی ہائی فل، سی سرفیلڈ (2022ء)۔ امریکہ کی ڈیجیٹل معیشت کی نئی اور نظر ثانی شدہ شماریات، 2005-2021ء، بیورو آف اکنامک اینالیسس، امریکی محکمہ کامرس۔

ٹی اور لک (2014ء)۔ چین کے قومی دفتر شماریات میں ماجنتانگ کے تحت اصلاحات، چائنا اکنامک ریویو، والیم 30(2014ء)، 304-308

دی پاکستان بزنس کونسل (2020ء)۔ میثاق معیشت، کراچی: پی بی سی۔
برطانوی شماریاتی اتھارٹی، یکم اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://uksa.statisticsauthority.gov.uk/what-we-do/

اقوام متحدہ شماریاتی ڈویژن، ممالک کا خاکہ۔ 29 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://unstats.un.org/unsd/dnss/docViewer.aspx?docID=519#start

یو این سی ٹی اے ڈی، ڈویلپمنٹ اور عالمگیریت: حقائق اور اعداد و شمار 2016ء، جنیوا: یو این سی ٹی اے ڈی۔

یو این ای سی ای (2018ء)۔ سرکاری شماریات کی قدر کو فروغ دینے، پیمائش اور ابلاغ کے لیے سفارشات۔

یو این ای سی ای الف۔ 'سرکاری شماریات کے جدید قومی نظام کو کیسا نظر آنا چاہیے؟ سرکاری شماریات کے نظاموں کے بین الاقوامی اصول اور قومی شماریاتی قانون سازی۔'
https://unece.org/fileadmin/DAM/stats/documents/applyprinciples.e.pdf

یو این ای سی ای ب:
https://statswiki.unece.org/display/GSBPM/I.+Introduction

یونیسیف، کثیر اظہاریہ کلسٹر سرویز، ملک کا خاکہ۔ 10 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://mics.unicef.org/surveys

اقوام متحدہ (2009ء)۔ قومی کھاتوں کا نظام، 2008ء نیویارک: اقوام متحدہ۔
اقوام متحدہ (2015ء)۔ اقوام متحدہ سرکاری شماریات کے نفاذ کے رہنما خطوط کے بنیادی اصول، شماریاتی کمیشن، 46واں اجلاس، نیویارک: اقوام متحدہ۔

اقوام متحدہ (2018ء)۔ شماریاتی قانون سازی کی جدت طرازی پر رہنمائی:
ECE/CES/STAT/2018/3. Geneva: UNECE
اقوام متحدہ (2019ء)۔ ڈیجیٹل معیشت کی رپورٹ 2019ء، نیویارک: اقوام متحدہ۔

اقوام متحدہ (2022ء الف)۔ بحران سے آگے کی سوچ: وبا کو بلند معیار کے حامل، بروقت اور شمولیت پر مبنی ڈیٹا کو ترقی دینے کے لیے استعمال کرنا، اقوام متحدہ کا محکمہ برائے معاشی اور سماجی امور، شماریاتی ڈویژن، نیویارک: یو این ڈی ای ایس اے۔

اقوام متحدہ (2022ء ب)۔ قومی شماریاتی نظاموں کی منیجمنٹ اور تنظیم کا تعارفی کتابچہ۔ شماریاتی تنظیم کے کتابچے کا چوتھا ایڈیشن۔ نیویارک: یو این ڈی ای ایس اے۔

اقوام متحدہ ای ایس سی اے پی اسٹیٹس مختصر مضمون 2019ء: ایل قابل قدر سفر شمارہ نمبر 19۔ تھائی لینڈ: یو این ای ایس سی اے پی۔ یکم اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://www.unescap.org/sites/default/files/Stats_Brief_Issue19_Jul2019_Integrated_Statistics.pdf

امریکی کانگریس، 'شواہد پر مبنی پالیسی سازی کمیشن ایکٹ برائے 2016ء۔'
https://www.congress.gov/bill/114th-congress/house-bill/1831

وی احمد (2019ء)۔ پاکستان کا ایجنڈا برائے اقتصادی اصلاحات، (کتاب)، آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس: ISBN: 9780190700157. R.

عالمی بینک (2019ء)۔ Pakistan@100: مستقبل بنانا، عالمی بینک کی رپورٹ، مطبوعہ 18 مارچ 2019ء۔

عالمی بینک (2020ء)۔ ڈجیٹل پاکستان: کاروبار اور تجارت کا جائزہ، برآمدی مسابقت کے لیے معاشی پالیسی، عالمی بینک رپورٹ نمبر AUS0001607، واشنگٹن ڈی سی، عالمی بینک۔

عالمی بینک (2021ء) الف۔ بہتر زندگی کے لیے ڈیٹا، ورلڈ ڈویلپمنٹ رپورٹ، واشنگٹن ڈی سی، عالمی بینک۔

عالمی بینک (2021ء) ب۔ پاکستان، کراچی طلب اور رسد کی جانچ، ورلڈ بینک رپورٹ نمبر، 165811۔

ورلڈ بینک (2023ء)۔ ماحولیاتی اور سماجی جائزے کا نظری جائزہ، نظری اسٹیج، دی ورلڈ بینک، سندھ لائیو اسٹاک اورآبی زراعت کے شعبوں کی تبدیلی کا پروجیکٹ (179003)، رپورٹ نمبر: ESRSC03514۔

عالمی بینک:-https://www.worldbank.org/en/programs/statistical-performance-indicators

Y. Carrière-Swallo and V. Haksar (2019). The Economics and Implications of Data: An Integrated Perspective, Departmental Paper No. 19/16. Washington D:C., IMF

Y. Cho, Z. Majoka (2020). 'Job Diagnostic Pakistan', Promoting Access to Quality Jobs for All, Washington D:C, World Bank

Z. Haq, et al (2017). Dynamics of evidence-informed health policy making in Pakistan, Health Policy and Planning, 32, 2017, 1449–1456, Published by Oxford University Press